

حضرت علیؓ

حضرت محمدؐ

اللہ کیا ہے؟

امام حسینؓ

فاطمہ الزہراؓ

14 (معصومین) کیا ہیں؟

امام زین العابدینؓ

امام حسینؓ

جعفر صادقؓ

محمد باقرؓ

علی رضاؓ

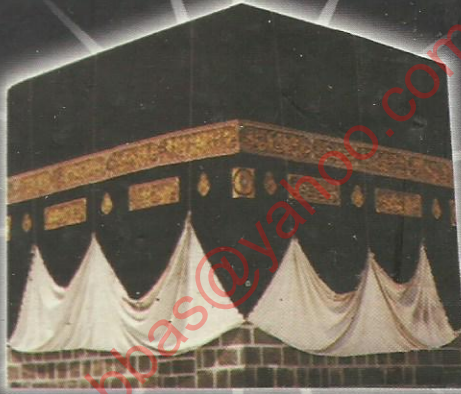
موسیٰ کاظمؓ

امام تقیؓ

محمد تقیؓ

امام محمد باقرؓ

امام حسینؓ



رئیس الحفاظ

علامہ حافظ تصدق حسین (لاہور)

پبلیکیشنز گلبرگ

ناشر

Cell: 0333-3360786

الذکیاء؟

چودہ (حسین) کیا ہیں؟

مجموعہ تقاریر رئیس الحفاظ

علامہ حافظ تصدق حسین صاحب (لاہور)

پیش کش

مخدوم سید فخر امام کاظمی

ناشر

بیت پبلیکیشنز گجرات

0333-3360786

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: اللہ کیا ہے؟ اور کیا ہیں؟

تقریباً: ۱۰۰ صفحہ تصدیق حسین (۱ ہور)

پیشکش: سبک در بول

مترجم: سید شرف المصطفیٰ

کمپوزنگ: خوشی گرافکس Khushi Graphics

اشاعت اول: ۱۵ شعبان المعظم جون ۲۰۱۳

قیمت: ۲۰۰ روپے

ناشر: بیت اللہ جی کیشنگھات

ملنے کا پتہ:

☆۔ القائم بک ڈپو، کربلا گامے شاہ لاہور۔

☆۔ انصار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور

☆۔ محفوظ بک ایجنسی مارش روڈ کراچی

☆۔ ضامن بک ڈپو کربلا گامے شاہ لاہور

☆۔ القائم بک ڈپو، بھون روڈ چکوال

☆۔ رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی

☆۔ بخاری بک ڈپو پتہ

☆۔ اسد بک ڈپو قدم گاہ مولائی حیدر آباد

☆۔ گروپزی لاہور بریلستان 0345-7222948

☆۔ محسن چوہان بک ڈپو، بارہا بی بی پاک حسن لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

4	پیش لفظ
5	کلام
6	دعا معرفت امام زمانہ
7	پہلی مجلس
24	دوسری مجلس
42	تیسری مجلس
54	چوتھی مجلس
67	پانچویں مجلس
78	چھٹی مجلس
91	ساتویں مجلس
102	آٹھویں مجلس
113	نویں مجلس

0300-401318
0345-4409440
قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں
چوتھی مجلس

پیش لفظ

حمد ہے اُس ارحم الراحمین ذات واجب الوجود کی کہ جس کے پدِ قدرت میں جانِ عالمین ہے۔

علامہ حافظ تہدق حسین صاحب کا نام کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں ہے علامہ صاحب نے پوری دنیا میں معرفتِ آئمہ معصومینؑ کے حوالے سے ایمان افروز تقاریر کیں جن سے نہ صرف پاکستان بلکہ یورپ بھر کے مومنین نے بھی استفادہ حاصل کیا۔ ہماری دعا ہے کہ مرشدِ حقیقی علامہ صاحب کو ہر لمحہ اپنے حفظ و امان میں رکھیں۔

میں ناچیز صرف اتنا ہی کہوں گا

دولت کی طلب نہ شاد کامی سے غرض

رسوائی کا ڈر نہ نیک نامی سے غرض

شاہوں کو مبارک ہوں بادشاہی

مولائی کو مولّا کی غلامی سے غرض

سب دربتوں

مخدوم سید فخر امام کاظمی (حیدر کالونی کجرات)

میرا عشق محمد ﷺ

میری عبادت اسم بتول سلام اللہ علیہا

میرا پیار مولا علی علیہ السلام

میری مسکراہٹ مولا حسن علیہ السلام

میری چاہت مولا حسین علیہ السلام

میری محبت مولا زین العابدین علیہ السلام

میری زندگی مولا محمد باقر علیہ السلام

میری سوچ مولا جعفر صادق علیہ السلام

میری فکر مولا موسیٰ کاظم علیہ السلام

میرا ایمان مولا علی رضا علیہ السلام

میری جان مولا محمد تقی علیہ السلام

میرا راز مولا علی نقی علیہ السلام

میری آرزو مولا حسن عسکری علیہ السلام

میری آخری تمنا دیدار امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف

ہدیہ عقیدت

بقیۃ پبلیکیشنز گلبرگ

دُعائے معرفتِ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَعْرِفَتِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ
تَعْرِفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ
اللَّهُمَّ عَرِّفْنِي نَبِيَّكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَعْرِفْنِي
نَبِيَّكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ اللَّهُمَّ عَرِّفْنِي
حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَعْرِفْنِي حُجَّتَكَ
مَضَلْتُ عَنْ دِينِي

اللهم

ترجمہ: ”اے اللہ! تو مجھے اپنی ذات کی پہچان عطا فرما پس اگر تو نے اپنی
ذات کی پہچان عطا نہ کی تو میں نبیؐ کو پہچان نہیں سکوں گا۔ اے اللہ! مجھے
اپنے نبیؐ کی پہچان عطا کر پس اگر تو نے مجھے اپنے نبیؐ کی معرفت عطا نہ
کی تو میں تیری حجت (امام مہدیؑ) کو نہیں پہچان سکوں گا۔ اے اللہ! مجھے
اپنی حجت (امام مہدیؑ) کی معرفت عطا فرما پس اگر تو نے مجھے اپنی حجت
کی معرفت عطا نہ کی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔“

پہلی مجلس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ صود آیت نمبر ۱

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ سورہ صود کی سات نمبر آیت کی تلاوت کی ہے
انشاء اللہ

ان دس دنوں میں یہ بتاؤں گا کہ اللہ کیا ہے اور چودہ کیا ہیں؟

اس اللہ کو اللہ کہوں نے منوایا ہے؟

اللہ نے خود اپنے آپ کو نہیں منوایا، اللہ میں خود اپنے آپ کو منوانے کی صلاحیت ہی
نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ ہے۔

خدا کی قسم!

اللہ نے چودہ کو اللہ تو نہیں بتایا مگر بتایا اپنے جیسا ہے۔

بابا!

کتاب و اکمال ہے، اللہ کمال ہے، کمال ہو کے ذات ہے و جو نہیں۔

خدا کی قسم۔!

یہ اللہ کا کمال ہے کہ ذات کا ثبوت وجود کو بنایا ہے۔ چودہ وجود ہیں، کمال یہ ہے کہ دیکھے یہ گئے مٹا دیا۔

توہ۔۔۔!

دیکھے یہ گئے، نظریہ آئے مٹا دیا۔

ڈنکا ہالو۔!

جن کے دیکھنے سے وہ مٹا جائے وہی وجہ اللہ ہوتا ہے۔ (نعرہ حیدری)

انشاء اللہ!

ان دس دلوں میں جو چالیس ہوں گی ان کے لئے میں نے وہ آیت کریمہ منتخب کی ہے۔ اس پر کبھی کسی عالم نے گفتگو کی ہی نہیں۔ تو جتنے بھی پوشیدہ کمالات ہیں ان تمام پوشیدہ کمالات کو آپ کے سامنے لے کر آتا ہے۔

بہر حال!

بارہویں پارہ، سورۃ صود کی آیت نمبر سات میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَهُوَ الْذَّیْ - (سورہ صود آیت ۷)

اور وہ وہ ہے۔

”و“ کے معنی ”اور“ ہیں۔

”اور“ کو سمجھتے ہیں؟

کبھی سنا ہے ”اور“ آپ نے؟

اگر سنا نہیں ہے، تو خواہش ہے اور؟

اگر جانتے نہیں ہیں کہ خواہش ہو، اور ہو۔

بھی!

جس کا ”اور“ ہی ختم نہ ہوا سے اللہ کہتے ہیں۔ لیکن جب اللہ اپنے اللہ ہونے کو شروع کرتا ہے تو پہلے ”و“ لگاتا ہے، جب عالمین کی بات کرتا ہے تو ”و“ لگاتا ہے۔ معنی کیا؟ اس کا معنی یہ ہے کہ ان جیسے میں اور بھی بنا سکتا ہوں۔

جب چودہ کی بات آتی ہے پھر ”و“ نہیں لگاتا کہتا ہے کہ اور نہیں گے ہی نہیں۔ (نعرہ حیدری)

نایہ میں نے پھر بتانے ہیں، نہ بن سکتے ہیں۔ بہر حال ارشاد ہو رہا ہے وَشَوَّ اٰذِيْ اور وہ وہ ہے۔ اس پر میں نے کئی شعرے پڑھے ہیں۔

اور وہ وہ ہے۔ میرے بھائی ”ا“ ”و“ سے شروع ہوا ”و“ پہ ختم ہوا! وہی جانے ”وہ“ کیا ہے۔

”وہ“ سے شروع ہوا۔ ”وہ“ پہ ختم ہوا۔ میرے بھائی۔

اللہ ”وہ“ نہیں کہہ سکتا چنگ نہ دوسرا ”وہ“ ہے نہیں۔ اور وہ وہ ہے۔

اس ”وہ“ کو کون بیان کرتا ہے؟

انبیاء الوہیت کے مکلف ہیں۔ انبیاء الوہیت بتاتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ و عیسیٰ روح اللہ

لا الہ الا اللہ و موسیٰ کلیم اللہ۔

انبیاء الوہیت بتاتے ہیں۔ آل محمد صویت بتاتے ہیں اس لئے مولا علی علیہ السلام

فرماتے ہیں۔

یا مَعُوذُ۔۔۔۔۔ اے وہ!

من لا يعلم ما هو۔ کوئی نہیں جانتا کہ ”هُوَ“ کیا ہے۔
 توجہ: مولا علی علیہ السلام العلم ذاتہ ولا معلوم۔ علم اس کی ذات
 ہے وہ معلوم نہیں ہے۔ قدرت اُس کی ذات ہے وہ مقدور نہیں ہے اُسے کسی نے
 قدرت نہیں دی۔

فرمایا فلما احدث ال شياء فهو معلوم۔ جب اُس نے پیدا
 کیا تو جب پتہ چلا کہ وہ ہے۔ پس ارشاد ہوا وَهُوَ الَّذِي اور وہ وہ
 ہے۔ کیا ہے؟ خلق السموات (سورہ حود آیت ۷) اس نے آسمانوں کو
 پیدا کیا ایک آسمان کو نہیں، پتہ نہیں کتنے آسمانوں کو پیدا کیا، خدا جانے یہ آسمان کتنے
 لمبے چوڑے ہیں۔ کہاں سے آسمان شروع ہوتے ہیں، اور کہاں تک چلے جاتے ہیں
 کوئی پتہ نہیں، اتنے بڑے سات آسمانوں کو۔ فرمایا: میں نے بغیر ستونوں کے بنایا ہے
 ۔ دیکھیں یہ چھت ہے کتنی بڑی، دو چار کنال کی چھت آپ نے بنائی، اس کے لیے
 کتنے ستون بنائے لیکن اللہ نے سات آسمان بنائے۔ ان کا کوئی ستون نہیں ہے۔

پوچھا کیا: مولا! جب یہ ستون ہی نہیں ہیں تو پھر قائم کیسے ہیں؟

مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ نے آسمان بنائے تو یہ مضرب تھے، بل رہے
 تھے لیکن جب ہم چودہ کے نام لکھے گئے تو ساکن ہو گئے۔ (نور حیدری)
 ان چودہ کے نام جب آسمانوں پر لکھے گئے تو یہ ساکن ہو گئے۔ اس نے آسمانوں
 کو پیدا کیا و الارض اور زمین کو پیدا کیا فسی مستسہ ایام چ
 دنوں میں۔

اے اللہ! حیرا آسمان تو ابھی بن رہا ہے زمین ابھی بن رہی ہے، زمین و آسمان بنیں

کے تو پھر سورج بنے گا۔ پھر چاند بنے گا۔ جب یہ ڈوئیں گے، طلوع ہوں گے پھر رات اور دن نہیں گے، دن تو ابھی بنے نہیں یہ چھ کہاں سے آئے ؟ معلوم ہوا کہ اللہ کے دن ان رات اور دن کی رفتار کے محتاج نہیں ہیں، ایسے دن اس کے ہیں کہ شمس و قمر بھی نہیں ہیں بھی ہیں۔ میرے بھائیو! جب آسمان اور زمین بن رہے تھے تو ارشاد فرمایا :

وكان عرشه على الماء اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا کیا معلوم ہوا ؟

جب آسمان اور زمین بن رہے تھے اس وقت عرش بھی موجود تھا، پانی بھی موجود تھا۔ پوچھا گیا: مولاً! کیا مطلب ہوا؟ فرمایا: اس پانی نے عرش کو اٹھایا ہوا تھا۔ عرش محمول تھا، پانی حاصل تھا۔ اس لئے اللہ نے قطیں ایسی لگائیں تاکہ دنیا والوں کو جب سمجھ نہ آئے تو آل محمدؐ کے دروازے پر آئیں۔ (نعرہ حیدری)

بہر حال!

جب آسمان اور زمین بن رہے تھے تو فرمایا كان عرشه على الماء (سورہ ہود، آیت ۷) اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

آدمیوں نے آکر پوچھا! مولاً۔ یہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یہ عرش کیا تھا اور یہ پانی کیا تھا؟ امامؑ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ جمہور کیا کہتے ہیں؟ لوگ کیا کہتے ہیں؟

انہوں نے کہا: مولاً! لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ عرش پہ بیٹھا ہوا ہے، عرش نے اللہ کو اٹھایا ہوا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: کتنے جاہل ہیں یہ لوگ جو ایسی باتیں کرتے ہیں

اے اللہ اگر بیٹھنے والا ہو تو اللہ کیسے رہا۔ اگر عرش نے اللہ کو اٹھایا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ عرش طاقتور ہے، اللہ سے جس نے اللہ کو بھی اٹھایا ہوا ہے۔ اور پھر اللہ اور عرش دونوں سے زیادہ طاقتور پانی ہے جس نے دونوں کو اٹھایا ہوا ہے؟

میرے بھائیو !

جب ان لوگوں کو سمجھ آئی نہ کہ یہ تو ہمارا عقیدہ و نظریہ غلط ہے اللہ تو بیٹھنے والی ذات ہی نہیں ہے۔

سرکار علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو ! اللہ کا عرش کوئی لکڑی یا لوہے کا تخت نہیں ہے جس پہ اللہ بیٹھ جائے لوگوں نے کہا: مولو ! پھر وہ عرش کیا ہے ؟

فرمایا: عرش سے مراد اللہ کا علم ہے پھر الماء نے علم کو اس وقت اٹھایا ہوا تھا جب ابھی آسمان بھی نہیں بنے تھے، زمینیں بھی نہیں بنی تھیں۔ جب انہیں پتہ لگ گیا کہ عرش سے مراد اللہ کا علم ہے تو اب انہوں نے مل کر کہا: مولو ! الماء سے مراد کیا ہے، جس نے علم کو اٹھایا ہوا ہے ؟

میرے امام علیہ السلام نے فرمایا: الماء ہم آل محمد ہیں۔ (نعرہ حیدری) فرمایا: الماء سے مراد ہم آل محمد ہیں۔ یہ آسمانوں اور زمین کے بننے سے پہلے ہم اللہ کے علم کے حامل تھے، ہم اس وقت سے حامل تھے جب نہ آسمان تھے، نہ زمین تھی اس وقت سے ہم علم کو اٹھانے والے ہیں، اللہ کے علم کے حامل ہیں۔ ایک شخص نے کہا مولو ! آسمان اور زمین سے کتنا پہلے اللہ کا عرش اس الماء پر تھا؟ کتنا پہلے آل محمد اس علم کو اٹھانے والے تھے ؟ امام علیہ السلام نے فرمایا تمہ میں گننے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ تو گن نہیں سکتا۔

اس نے کہا: "مولا! اصل سے ہی سمجھنے کے لئے، اصل سے ہی حساب کرنے کے لئے؟

فرمایا: حیرا حساب ہی ختم ہو جائیگا۔ اس نے کہا: کیسے؟ سرکارؐ نے فرمایا: میں ایک مثال دیتا ہوں اس سے سمجھ کہ مشرق سے پھر مغرب تک، شمال سے لے کر جنوب تک اور آسمان سے لیکر زمین پر کل فضاء کو مشاش کے دانوں سے بھر دیا جائے اور تجھے کہہ دیا جائے کہ ان کو ایک ایک کر کے گن۔ بس جتنی مدت میں تو پورے دانوں کو گنے گا اس سے ستر ہزار گنا پہلے ہم حامل علم الہی تھے۔ (نعرہ حیدری)

یہ ہیں آل محمدؐ۔

فرمایا: ہم اللہ کے علم کو اٹھانے والے تھے؟

کب سے؟

فرمایا: ابھی تو گن نہیں سکتا۔

بھئی !!!

ایسا نہ کیا کریں کہ آل محمدؐ "کب سے ہیں؟ ارے۔" کب "زمانے میں آتا ہے آل محمدؐ زمانے سے پہلے ہیں۔ یہ امامؑ زمانہ ہیں۔

بس کائنات عرشہ علیٰ العاء۔ اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ عرش سے کیا مراد ہے؟ علم۔ حاملین علم کون ہیں؟ آل محمدؐ۔ جب سے علم ہے، جب سے آل محمدؐ ہیں۔ جب سے آل محمدؐ ہیں۔ جب سے علم ہے اور اس علم کا نام ہے عرش۔

میرے بھائیو! اللہ کے دو علم ہیں۔

(۲)۔ کری

(۱)۔ عرش

ارے بھی۔۔۔ کرسی شے نہیں ہے جس پر اللہ بیٹھا ہوا ہے، بلکہ کرسی سے مراد اللہ کا علم ہے، وہ بھی میں بتاؤں گا۔ آج تو آپ کو بتایا ہے کہ عرش اللہ کا علم ہے۔ دیکھیں عرش علم ہے، جب اللہ عرش کا علم دینا چاہتا ہے تو اس کے لئے علمی مرحلے ہیں اور یہ علمی مرحلے میں سنا تا ہوں آپ کو دیکھو۔ جب اللہ علم دینا چاہتا ہے تو پہلے علم اس کے علم میں ہوتا ہے۔ علم۔ مشیت۔ ارادہ۔ قدر۔ اور قضاء۔ علم اس کے علم میں ہوتا ہے، وہی علم مشیت میں آتا ہے یہ کہلاتی ہے مشیت علمی، پھر مشیت سے گزر کر ارادے میں آتا ہے، یہ ارادہ علمی ہے۔

پوچھا گیا: مولاً! اللہ کی مشیت کیا ہے؟

فرمایا: اللہ کے اندرونی ارادے کا نام مشیت ہے۔ اللہ کی اندرونی طلب کا نام مشیت ہے اور ظاہری طلب کا نام ارادہ ہے۔ اللہ کی مشیت بھی ہم ہیں اور اللہ کا ارادہ بھی ہم ہیں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

دیکھئے !

پہلے شے علم میں آتی ہے۔ علم تو اس کی عین ذات ہے، اللہ کی ذات کیا ہے؟

عین علم۔ علم وہاں ذات ہے، صفت نہیں ہے اگر اللہ کے ہاں صفت ہو جائے علم، تو اللہ موصوف ہو جائیگا۔ صفت اور موصوف ایک دوسرے کے غیر ہوتے ہیں جو غیروں سے ملکر بنے وہ اللہ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔!

اللہ نہ صفت ہے، نہ موصوف ہے بلکہ اللہ خالق صفت ہے۔ خالق موصوف ہے۔ اللہ نے اپنی ذات رکھی ہے۔ اپنی صفات آل محمدؐ کو دے کے انہیں موصوف بنایا

ہے۔ صفت اُس کی ہوتی ہے۔ ظاہر ان سے ہوتی ہے۔

مظہر یہ ہیں۔۔۔ (نعرہ حیدری)

میرے بھائیو۔۔۔ اب اللہ علم دینا چاہتا ہے۔ پہلے شئی علم میں آگئی، پھر مشیت میں آتی دیکھئے۔ جو علم ہے وہی مشیت ہے، جو مشیت ہے وہی ارادہ ہے، جو ارادہ ہے وہی تقدیر ہے۔ توجہ! علم سے کس میں آیا؟ مشیت میں۔ مشیت کے بعد؟ ارادہ۔ ارادے کے بعد؟ قدر۔ اس کو تقدیر بھی کہتے ہیں۔ تو وہ علم کس میں آیا؟ تقدیر علمی میں۔ ارادہ علمی میں۔ مشیت علمی میں۔ علم میں آنے کے بعد تقدیر میں آیا، تقدیر کے بعد آیا قضاء میں، قضاء کہتے ہیں فیصلے کو۔ توجہ! جب آگیا نا قضاء علمی میں، اب علم دینا ہے، یہاں آ کے علم کے دو حصے ہو جاتے ہیں، ایک روک لیتا ہے، ایک دے دیتا ہے، جو دے دیتا ہے اُسے عرش کہتے ہیں، جو رکھ لیتا ہے اُسے گری کہتے ہیں۔۔۔ (نعرہ حیدری)

تو جو علم دیتا ہے اُسے کہتے ہیں عرش اور یہ عرش کا علم کتنا ہے؟
ازل سے لیکر اب تک جو کچھ ہے، ہوگا، ہونا ہے، وہ سارا علم عرش میں ہے۔ تو کُل کا کُل علم کس میں ہے؟
عرش میں۔

وہ عرش کا علم کن کو دے دیا؟

آل محمدؐ کو چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ کے علم کا خزانہ۔ اے میرے رسولؐ تو علم کا خزانہ ہے، تو سلوئی کا دعویٰ نہ کر، علی علیہ السلام سے کروا، تا کہ دُنیا والوں کو پتہ چلے کہ رسولؐ کا جانشین وہ ہوتا ہے

جو سلونی کا دعویٰ کر سکے۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

تو علی علیہ السلام سے سلونی کا دعویٰ کروایا یا نہیں۔؟

ہاں بالکل کرایا لیکن علی علیہ السلام حکیم ہیں۔ علی علیہ السلام نے رسولؐ کی زندگی میں دعویٰ کیا ہی نہیں۔۔۔۔۔ 36ھ تک خاموش رہے مگر جونہی 36ھ میں خلافت کے مقام پر بیٹھے، منبر کوفہ پر پہلے کہا۔

سلونی قبل ان تفقدونی

لوگو! پوچھو مجھ سے اس سے پہلے کہ میں چلا جاؤں۔

انی اعلم وطرق السموات من طرق لا ارضین۔

میں زمین کے راستوں سے آسمان کے راستے بہتر جانتا ہوں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

جب جناب علی علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تو ایک یہودی کھڑا ہو گیا وہ کہنے لگا۔ میں بھی جناب علی علیہ السلام جتنا علم رکھتا ہوں۔ اُس نے دعویٰ تو کیا مگر وہ خود مطمئن نہیں تھا۔ مولاؑ تشریف فرما ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ اکرام بیٹھے ہیں، وہ یہودی آیا اُس نے امام علیہ السلام کو دیکھا، آ کے بیٹھ گیا۔ جب وہ آ کر بیٹھ گیا تو مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: میری طرف دیکھو۔

توجہ۔۔۔۔۔ کون کہہ رہا ہے میری طرف دیکھو؟

جس کے چہرے کو دیکھنا ثواب نہیں عبادت ہے، ثواب تو اُن کے کہنے پر عمل کرنے کا نام ہے۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

مولا علی علیہ السلام نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ میری طرف دیکھو۔ اُس نے دیکھا

تو مولا علی علیہ السلام نے خالی ہاتھ فضاء میں بلند کیا اور پھر واپس جو کیا تو مٹی بند تھی۔ مولا علیہ السلام نے فرمایا۔ اے یہودی بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ اُس نے فوراً کہا مولا آپ کے ہاتھ میں انڈہ ہے۔ وہ فلاں پہاڑی پر تھا۔ آپ نے اپنے علم سے اٹھالیا۔ مولا نے مٹی کھول کر فرمایا: ہاں تو نے ٹھیک کہا ہے۔ میں نے انڈہ واقعی اپنے علم سے وہاں سے اٹھایا ہے۔ اب تم ایسے کرو اس انڈے کو اس کے پہلے مقام پر واپس رکھ دو، اگر تیرا علم میرے علم کے برابر ہے تو یہ انڈہ وہیں رکھ دو۔ وہ مولا علیہ السلام کے قدموں پہ آکر کہتا ہے یہ علم میرے پاس نہیں ہے۔

سرکارؐ نے فرمایا: اے یہودی! سنو۔ جہاں تک تیرے علم کی رسائی تھی وہاں تک تو علی علیہ السلام کا ہاتھ پہنچ گیا۔

ارے۔۔۔۔!

یہ تو علی علیہ السلام کے ہاتھ کا کمال ہے، علی علیہ السلام کی ذات کا کمال کیا ہوگا۔۔۔ (نعرہ حیدری)

اُس یہودی نے کہا: سرکارؐ میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ آپؐ کا علم بہت زیادہ ہے۔ سرکارؐ نے فرمایا: اچھا اب تو مجھے یہ بتا کہ تو نے میرے ہاتھ کی بات کیسے بتائی؟ اُس نے کہا: سرکارؐ! ریاضت کر کے۔ ارے بھئی۔ عبادت نہیں۔ ریاضت۔ ریاضت اور ہوتی ہے، عبادت اور ہوتی ہے، عبادت میں عادت بھی ہو سکتی ہے۔

توجہ! ایک ہوتی ہے عادت۔ ایک ہوتی ہے عبادت۔ عادت اور عبادت میں ”ب“ ہی کا تو فرق ہے۔ اگر عبادت سے ”ب“ نکل جائے تو عادت ہے۔ عادت میں ”ب“ آجائے تو عبادت ہے۔ اس لئے رسولؐ فرماتے ہیں ”ب“ سے مراد میں

رسول ہوں اور اس کا نقطہ علیٰ بن ابی طالبؑ ہے۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

بس سرکارؐ نے فرمایا میرے ہاتھ کی بات تو نے کیسے بتادی۔ اُس نے کہا ریاضت کر کے۔ سرکارؐ نے فرمایا: کیسے؟

اُس نے کہا میرا نفس لتارہ اگر مجھے کوئی کام کرنے کو کہتا ہے تو میں نہیں کرتا۔ اور جو کام کرنے سے روکتا ہے وہ کام میں کرتا ہوں۔ سرکارؐ نے فرمایا: اچھا! تیرا نفس لتارہ کہتا ہے کہ یہ کام نہ کرو تو تُو کرتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں بالکل ایسے ہی ہے۔

امامؑ نے فرمایا۔ پھر تو تُو یہودی ہے۔ بتا تیرا نفس لتارہ مسلمان ہونے کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

اُس نے کہا۔ میرا نفس لتارہ کہتا ہے کہ نہ بنو۔

امامؑ نے فرمایا: پھر بنو مسلمان۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

بہر حال۔۔۔! کات عرشہ علی الماء۔ زمین و آسمان بن رہے تھے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

وہ پانی کیا ہے؟

آل محمدؐ۔

کب سے سے اٹھایا ہوا ہے علم؟

ابھی آسمان و زمین بنے ہی نہیں۔ ان کو اللہ نے اپنے علم کا حاصل بنا کے بھیجا۔ بس آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ جب پیدا کیا تو عرش کہاں تھا؟ کون اٹھائے ہوئے تھے! آل محمدؐ۔ اللہ نے ان چودہ کو کیسے علم دیا؟ دیکھئے۔ دینا کیفیت ہے۔ تعلیم دینا کیفیت ہے۔ کیفیت اللہ میں ہے ہی نہیں۔ جس میں کیفیتیں ہوں وہ اللہ ہی نہیں

ہے۔ مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں و کیف الکيفيته اُس نے کيفيتیں خود پیدا کی ہیں۔ بھئی! جو کيفيتوں کا خالق ہو اُس میں کيفيتیں نہیں ہوتیں۔ پھر کیسے علم دیا ان کو؟

جناب علی علیہ السلام کوفہ کی گلی سے گزر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک جوان لڑکا ہے جو درزی ہے، وہ کپڑے بھی سی رہا ہے اور کچھ شعر بھی پڑھ رہا ہے۔ مولا علیؑ اس کے اشعار سن کہ کپڑے ہو گئے۔ فرمایا: کیا پڑھ رہا ہے؟ کہا: سرکار! شعر پڑھ رہا ہوں۔ سرکار! نے فرمایا: قرآن کیوں نہیں پڑھتا؟

کہا! سرکار قرآن مجھے آتا ہی نہیں ہے۔ اُس نے صرف کہا تھا کہ جناب علی علیہ السلام نے اُس کے دل پر رکھ کر اپنے لیوں کو حرکت دی تو وہ پورے قرآن کا عالم ہو گیا۔ سرکار! نے کہا اب بتا۔ بس وہ اُسی وقت قدموں میں گر کر مومن ہو گیا۔ بابا! جو لوگوں کے دل پر ہاتھ رکھ کر سارا علم دے دے تو اللہ نے ان کو کيفيت کے ساتھ نہیں پڑھا کیسے علم دیا؟ سرکار! نے فرمایا: اللہ ایک عین ذات، عین علم کمال ہے۔ توجہ۔۔۔ وہ غیب الغیوب ہے، وہ غیب کمال ہے لیکن ہے عین علم۔ وہ عین علم ہو کے غیب ہی غیب ہے۔

سرکار علی علیہ السلام فرماتے ہیں! وہ بغیر حجاب کے حجاب میں ہے

احتجب بغیر حجاب محجوب

وہ بغیر حجاب کے حجاب میں ہے۔

استمتر بغیر مستر مستور۔ وہ بغیر مستر کے مستور ہے۔

پوچھا گیا: مولا! جب وہ بغیر حجاب کے حجاب میں ہے، وہ حجاب کون سا ہے جو بغیر

حجاب کے حجاب میں ہے؟

فرمایا: ہم (چودہ) عی تو حجاب ہیں۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب :

بس عزادارو ! امامؑ فرماتے ہیں : ہمارے غم میں ایسے رویا کرو جیسے بوڑھی ماں جو ان بیٹے کے لاشے پہ روتی ہے۔ عزادارو جنہیں رُونے کا حق تھا اگر انہیں رُونے دیا ہوتا تو آج ہم نہ روتے۔ آج پہلی مجلس ہے، آج آپ نے محرم کا چاند دیکھا ہوگا، حکم ہے کچھ کہ جب محرم کا چاند دیکھو تو دُعا کرو اور جتنا زور دے سکتے ہو زور دے۔
خدا کی قسم !

یہی چاند زہراؑ کے بیٹے نے سفر میں دیکھا۔ جب امامؑ کی نظر پڑی نہ محرم کے چاند پر تو زور فرمایا: انا للہ و انا الیہ راجعون۔
یہ آواز جناب نصبؑ کے کانوں میں گئی تو بی بی نے ارشاد فرمایا۔ بھائی ! خیر تو ہے، آپؑ نے کلمہ استرجاع کیوں پڑھا۔

فرمایا۔ بہن ! ذرا محمل کا پردہ ہٹا کر آسمان کی طرف تو دیکھو۔ محرم کا چاند طلوع ہو گیا ہے۔ عزادارو۔ اب جو زہراؑ کی بیٹی نے اس چاند کو دیکھا تو فرمایا:
اے محرم کے چاند ! تو چمکتا رہے گا اور زہراؑ کے چاند کو گھن لگ جائے گا۔

بس عزادارو۔۔۔ عشرہ محرم الحرام کی پہلی مجلس ہمیشہ تیاری کے عنوان سے پڑھی جاتی ہے۔ یہ تیاری کہاں سے ہوئی؟ مدینہ سے۔۔۔ ذاکرین صاحبان بھی پڑھتے ہیں اور ہمارا بھی معمول ہے کہ پہلی مجلس میں تیاری پڑھی جائے۔

معصوم" نے فرمایا: عباسؑ پورے شہر مدینہ میں اعلان کر دیا ہے کہ کوئی شخص اتنی دیر سے اتنی دیر تک اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ چونکہ زہراؑ کی بیٹیاں گھر سے باہر آرہی ہیں۔؟ جناب عباسؑ نے کہا مولاؑ میں نے اعلان کر دیا ہے۔ کوئی شخص باہر نہیں آئے گا۔ امامؑ نے کہا عباسؑ فہرست بتائی ہے۔؟ جناب عباسؑ نے کہا مولاؑ باقیوں کی فہرست تو میں نے اپنی مرضی سے بتائی ہے، لیکن ابھی میں نے آپؑ کے گھر کی فہرست نہیں بتائی۔ جب تک آپؑ حکم نہیں دیں گے اُس وقت تک فہرست نہیں بتاؤں گا۔

سرکارؑ نے کہا۔ عباسؑ! لکھو۔ جناب عباسؑ نے لکھا:

فَصَرَفَ مِنَ اللَّهِ وَ فَتَحَ قَرِيبَ -

امامؑ نے فرمایا: عباسؑ اس آیت کا موقع نہیں ہے بلکہ یہ آیت لکھو:

اِقَالِلْهُ وَاِنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۵۶)

عزادارو۔۔!

جناب عباسؑ کے ہاتھ سے قلم گر اور کہا: مولاؑ!

یہ کلمہ تو تعزیت کے لئے کہا جاتا ہے؟ فرمایا: عباسؑ! یہ کربلا کا سرنامہ کلام ہے پھر امامؑ نے فرمایا: عباسؑ! لکھو۔ علیؑ ابن الحسینؑ، زین العابدینؑ، علیؑ ابن الحسینؑ " اکبر، عزادارو! جب تیرا نام لکھوانے لگے تو امامؑ نے سر جھکا لیا، کافی دیر تک خاموش رہے۔

جناب عباسؑ نے کہا مولاؑ آ کے کس کا نام لکھنا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: لکھو اعلیٰ ابن الحسینؑ اصغرؑ۔ اب فرمایا میری بیٹیوں کے نام لکھو۔ یہ سن کر جناب عباسؑ کے ہاتھ

کاٹنے لگے، امامؑ نے فرمایا لکھو! قاطمہ بنت الحسینؑ کمرانی، سیکہ بنت الحسینؑ۔
جب جناب عباسؑ نے جناب بی بی سیکہؑ کا نام سنا تو کہا: مولا! قاطمہ صغریٰ کا
نام رہ گیا ہے؟ فرمایا: عباسؑ! قاطمہ صغریٰ نے نہیں جانا۔

عزادارو۔ جیسے یہ الفاظ جناب قاطمہ صغریٰ نے سنے تو سیدہ حجابی اکبر کے پاس گئیں
اور کہا بھیا! بابا کو سفارش کریں کہ مجھے بھی ساتھ لیکر جائیں۔ جب جناب علی اکبر
امام علیہ السلام کے سامنے آئے تو امامؑ نے کھڑے ہو کر گلے سے لگالیا اور فرمایا۔ بیٹا
علی اکبرؑ! زوکیوں رہا ہے؟

کہا: بابا۔ کیا میری بہن صغریٰ ساتھ نہیں جائے گی۔ امامؑ نے فرمایا۔ اکبرؑ! ہاں
صغریٰ نے ساتھ نہیں جانا۔

علی اکبرؑ نے کہا بابا سبب کیا ہے؟
فرمایا: بیٹا سبب یہ ہے کہ تیری شکل میرے نانا جیسی ہے اور میری بیٹی قاطمہ صغریٰ کی
شکل میری ماں زہراؑ جیسی ہے۔ میں برداشت نہیں کر سکتا کہ میری ماں کی شکل کو فو
شام کے بازاروں میں تشہیر ہو جائے۔

بس عزادارو۔

امامؑ نے فرمایا: عباسؑ! ساری بیٹیوں کو جا کے بتاؤ کہ آکر محلوں پر سوار ہو جاؤ۔ یہ سنتا
تھا کہ ہر بی بی تالہ لگاتی ہے اپنے گھر کا اور چابی قاطمہ صغریٰ کے حوالے کرتی
ہیں۔ بس! ساری بیٹیاں محلوں پر سوار ہو گئیں مگر جناب زینبؑ ابھی نہیں آئی تھیں کہ
اتنی دیر میں پردہ ہٹا۔ ثانی زہراؑ کا قدم مبارک باہر آیا۔ آگے بڑھ کر جناب عباسؑ نے
سلام کیا اور کہا آقا زادی! غلام حاضر ہے آئیے میں آپ کو سوار کراؤں۔ بی بیؑ نے

فرمایا۔ عباسؓ نہیں آپ سے سوار نہیں ہوتا۔ جناب عباسؓ نے گھبرا کر کہا: بی بیؓ کیا مجھے سے کوئی گستاخی ہوگئی ہے۔ فرمایا: نہیں! گستاخی نہیں ہوئی، اس میں مصلحت ہے۔ جناب عباسؓ پیچھے ہٹے، علی اکبرؓ آگے بڑھے کہا پھوپھی لتاں! میں سوار کراتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔ اعزازدارو۔ امامؓ خود آگے گئے اور فرمایا:

بہن! میں سوار کراؤں؟

بی بیؓ نے فرمایا: بھیا امامؓ ہو کے مجھے حکم ندے آج آپؓ سے بھی سوار نہیں ہوتا۔

امامؓ نے فرمایا:

بہن پھر کون سوار کرے گا؟ بی بیؓ نے زور کر فرمایا۔ بھیا مجھے وہ سوار کرائے جو کوفہ اور شام کے بازاروں میں میرے ساتھ ہو۔ مجھے سوار بھی کرائے اور اتارنے بھی۔ اُس وقت میرے امامؓ نے فرمایا۔

بیٹا سجادؓ! آؤ پھو بھی سوار کراؤ۔

وَمِيعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اِيَّيْ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

دوسری مجلس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ صود آیت نمبر ۷

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ سورہ صود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے جس
میں خلاقِ دو عالم ارشاد فر رہا ہے "وَهُوَ الَّذِي"۔ اور وہ وہ ہے۔
کون سمجھے وہ وہ ہے، وہ ایسا کمال ہے، اس کمال کو کون جانے، اس کی حریت کو کون
جانے۔ حریت۔ الوہیت۔ احدیت۔

توجہ :

حریت اللہ کا ذاتی نام ہے۔ "هُوَ" اللہ کا ذاتی نام ہے، اس "هُوَ" کے معنی ہیں
وہ، یہ اللہ کا ذاتی نام ہے، اللہ کے ذاتی نام کے ثبوت کو علی "کہتے ہیں۔ چودہ" اللہ کی
حریت کا ثبوت ہیں۔ ان چودہ (معصومین) کا ہونا اللہ کے ہونے کی دلیل ہے۔
دنیا والو ! امام علی علیہ السلام کو مانو، بلا فصل مانو، ورنہ اللہ کے ہونے کی دلیل کوئی غیر
معلوم امام ہو نہیں سکتا۔ یہ ثبوت توحید ہیں۔ یہ دلیل توحید ہیں اس لئے ان چودہ نے
آکر فرمایا کہ وہ ہے۔

خدا کی قسم ! ان چودہ (مصوصین) نے عالین کو بتایا کہ وہ ہے، انبیاء نے ان کی ہے کے بعد ہے ”بھی۔ توجہ ! ان چودہ (مصوصین) نے کہا کہ وہ ہے۔ ان کی ہے کہ بعد انبیاء نے کہا کہ وہ ہے، انبیاء ان کے امتی ہیں فرشتے ان کے غلام ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ہے، ان کی ہے ”یہ ہم نے کہا کہ وہ ہے۔ بھئی۔! “ ہے ” تمہیں ہیں۔

(۱)۔ ہم نے بھی کہا کہ وہ ہے۔

(۲)۔ انبیاء نے بھی کہا کہ وہ ہے۔

(۳)۔ چودہ (مصوصین) نے بھی کہا کہ وہ ہے۔

اس ہے میں فرق یہ ہے کہ

ہماری ” ہے “ کا نام ایمان ہے،

انبیاء کی ہے کا نام یقین ہے۔

اور چودہ (مصوصین) کی ہے کا نام اطمینان ہے۔

اللہ چودہ کی وجہ سے مطمئن ہے۔ انبیاء کی وجہ سے مطمئن نہیں۔ جناب ابراہیم

نے کہا اے اللہ تو مژدوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟

فرمایا: کیا اطمینان نہیں؟

اس لئے چودہ اللہ کے نفس مطمئنہ ہیں۔

توجہ ! یہ امام ”نفس مطمئنہ ہے مگر جہاں کل آ کر سٹ کے ایک کمال پر پہنچے اُسے

حسین“ کہتے ہیں۔ (نعرہ حیدری)

سورہ ہود کی آیت نمبر ۷ میں ارشاد ہورہا ہے وهو الذی۔ اور وہ وہ

ہے۔ کیا ہے؟ خلق السموات نے آسمانوں کو پیدا کیا والا
رض۔ زمین کو بھی پیدا کیا۔

توجہ !

پیدا کرنا کیفیت ہے، وہاں کیفیتیں نہیں ہیں۔ پھر خالق کا کام کون کرے گا؟ پیدا کرنا
فعل ہے، کیفیت ہے، عمل ہے۔ اگر اللہ خود آکر پیدا کرتا ہے پھر تو اللہ میں کیفیتیں
آگئیں نا، جو اللہ کی جگہ پہ پیدا کرے اُسے علی علیہ السلام کہتے ہیں۔ (نعرہ حیدری)

توجہ ! وہ وہ ہے۔ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فی سستہ
ایام۔ چھ دنوں میں۔ جب بنا رہا تھا اللہ اس زمین آسمان کو تو خود فرماتا ہے

وكان عرشه على الماء۔ اس بنتے وقت میں اللہ کا عرش پانی پر
تھا۔

پوچھا: مولاً! یہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اُس وقت یہ عرش کیا تھا، اور یہ پانی کیا تھا؟
سرکارؐ نے فرمایا:

ذُیَا وَالْوَا سُو! عرش سے مراد اللہ کا علم ہے۔ عرش کو کس نے اٹھایا ہوا تھا؟ پانی
نے۔ عزیزو یہ وہ پانی ہے جو کبھی نجس نہیں ہو سکتا۔

سرکارؐ نے فرمایا یہ عرش سے مراد اللہ کا علم ہے پوچھا گیا۔ مولاً جب عرش سے مراد علم
ہے تو پھر الماء سے مراد کیا ہے؟ فرمایا الماء سے مراد ہم آل محمدؐ ہیں۔

ہم آل محمدؐ اُس کے علم کو اس وقت اٹھائے ہوئے تھے جب نہ آسمان تھے، نہ زمین بنی
تھی۔

آل محمدؐ عالم علم الہی ہیں۔

توجہ !

اللہ نے ان چودہ کو عالم نہیں بنایا، بلکہ علم بنایا اس لیے کہ عالم جاہل ہو سکتا ہے، مگر علم میں جہل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ عین علم ہے۔ اس کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی، جس کی تعریف ہی نہ ہو سکے اُسے اللہ کہتے ہیں، جو اللہ کی تعریف کرے اُسے علی علیہ السلام کہتے ہیں۔ اللہ عین علم ہے، جب اللہ نے اس عین علم کو، جو اس کی ذات ہے چونکہ وہاں ہر شئی ذات ہے، صفت نہیں ہے، قدرت ذات ہے، علم ذات ہے، حکمت ذات ہے، ہر صفت ذات ہے۔ ہر صفت کو ذات بنا کے جب اللہ نے وجود دیا تو علی علیہ السلام بن گیا۔ غیوب کے ظہور کا نام امام ہوتا ہے۔ بس اس وقت آل محمد اللہ کے علم کو جسے عرش کہتے ہیں اٹھائے ہوئے تھے۔

دیکھیں! جب اللہ علم دینا چاہتا ہے تو اس کے مرحلے ہیں: علم، مشیت، ارادہ، قدر اور قضاء پہلے سب شے اس کے علم میں ہے۔ چودہ اللہ کے علم میں ہیں۔ قرآن بھی تو علم ہے۔ آل محمد اللہ کے علم میں کہاں ہیں۔؟ اللہ کی ذات کے عین ضمیر ذات میں بطور صفت آل محمد ہیں۔ پہلے علم میں آیا، پھر مشیت میں، مشیت اللہ کی اندرونی طلب کا نام ہے، ارادہ اللہ کی بیرونی ظاہری طلب کا نام ہے، قدر کے معنی تقدیر کے ہیں۔ علم۔ مشیت۔ ارادہ۔ قدر۔ قدر قرآن میں ہے۔ شریعت میں اسے تقدیر کہتے ہیں۔ تقدیر کے بعد آتی ہے قضاء۔ قضاء کے معنی ہیں فیعلہ، اللہ فیعلہ کرتا ہے، یہ علم دینا، ان میں مرحلے نہیں ہیں کہ وہ علم مشیت میں آئے پھر ارادے میں آئے، پھر قدر میں آئے پھر قضاء میں آئے، وہاں مرحلے نہیں ہیں، جو علم ہے وہی مشیت ہے۔ جو مشیت ہے وہی علم ہے۔ جو ارادہ ہے۔ وہی قدر ہے۔ جو قدر ہے وہی قضاء

ہے۔ جب علم قضاء میں آتا ہے تو یہاں آکر علم کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ آل محمدؐ کو دے دیتا ہے، یہ جو علم دے دیا ہے اس کا نام ہے عرش۔ اس عرش کے علم میں کتنا علم ہے۔؟ ازل سے لیکر قیامت تک جو کچھ ہوتا ہے، ہوگا، اور ہو رہا ہے اس کو چودہؒ جانتے ہیں، اس علم کا نام ہے عرش۔ یہ جو علم ہے جو آدھا دے دیا، جو مشیت سے گزر گیا، ارادے سے گزر گیا، قضاء سے بھی گزر گیا، قضاءِ علمی سے گزر کر قضاءِ فطری میں آ گیا۔ اجزا میں آ گیا، یہ علم دے دیا۔ کب سے دے دیا؟

جب سے ان کو بتایا، دینا واجب ہے۔ علم دے دیا، جب دے دیا تو اس علم کا کیا نام ہوا۔؟ عرش۔

عرش کا کتنا علم ہے؟

قیامت تک جو کچھ ہوتا ہے، وہ سب آل محمدؐ جانتے ہیں اس دینے کو اللہ کیا کہتا ہے؟
وکل شیء احصیناہ فی امام مبین (سورہ یٰسین آیت ۱۲)
ہر شیء کو ہم نے احصاء کر دیا ہے امام مبین میں۔ جو شے ہے وہ ہے امام مبین میں، امام خود شے نہیں ہے۔

جب ہر شے امام مبین میں ہے تو پھر امامؐ شے کہاں ہے، جیسے اللہ شے نہیں ہے، آل محمدؐ بھی شے نہیں ہیں اسی وجہ سے چودہؒ مخلوق نہیں ہیں۔
خدا کی قسم!

چودہؒ (مصوصین) مخلوق نہیں ہیں۔ کیوں؟

مخلوق ہونا نقص ہے، چودہ ناقص نہیں ہیں۔ چودہؒ تو کمال ہی کمال ہیں۔ یہ تو چودہ کی دیانت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم مخلوق ہیں۔ اسی وجہ سے نبیؐ کے لئے واجب ہے

وحی کا انتظار کرنا، نبی محتاجی میں انتظار نہیں کرتا۔ ثبوتِ توحید میں انتظار کرتا ہے۔ بھئی! نبیؐ جو وحی کا انتظار کرتا ہے تو کس کے لئے کرتا ہے؟ اللہ کے ثبوت کے لیے۔ توجہ۔ ایک ثبوتِ توحید کے لئے وحی کا انتظار ہے اور دوسرا اپنے خدا نہ ہونے کی نفی کے لیے انتظار ہے کہ ہم خدا نہیں ہیں۔

اچھا۔۔۔ اجرائیلؑ وحی کہاں سے لیتا ہے؟
کہتے ہیں کہ اللہ سے۔

اللہ سے یہ قریب ہیں یا اجرائیلؑ قریب ہے؟
ارے بھئی۔۔۔!

یہ اللہ ہی کا تو قرب ہیں، اللہ نہ کسی کے قریب ہے نہ دُور ہے، وہ دُور ہو کے بھی قریب ہے اور قریب ہو کے بھی دُور ہے۔ اللہ نہ کسی کے قریب ہے نہ دُور ہے، اگر آلِ محمدؐ نہ ہوتے ہو وہ کسی کے قریب ہی نہ ہوتا اس لئے اللہ اپنے قریب ہونے کے لئے فرماتا ہے کہ میں تمہارے شہدِ رگ کے قریب نہیں بلکہ فرماتا ہے کہ ہم قریب ہیں
نحن اقرب الیہ من حبل الورد۔ (سورہ ق، آیت ۱۶)
اگر چودہؑ نہ ہوتے تو ہم ہی نہ کہتا۔

اچھا! اس کے کیا معنی ہیں؟

ما ینطق عن الہوی ان ہوا ان وحی یوحی۔ (سورہ نجم، آیت ۲، ۳)

کیا ترجمہ کرتے ہیں؟

رسولؐ تب بولتا ہے جب وحی ہوتی ہے۔

یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، وحی ہوتی ہے رابطے کو بحال کرنے کے لئے، اگر ایک لمحے کے لئے بھی چودہ کا رابطہ توحید سے ختم ہو جائے تو عالمین تباہ ہو جائیں۔

توجہ۔۔۔! اگر ایک منٹ کے لئے آل محمدؐ کا، امام زمانہؑ کا تعلق توحید سے ختم ہو جائے، توحید ختم۔ اس لئے قرآن نے کیا کہا۔؟

اتبع الحق اهو آء هم لفسدت السموت والارض و
من فيهن (سورہ مومنون، آیت ۷۱)

اگر حق باطل کی بیعت کر لے تو نہ آسمان رہیں گے، نہ زمین رہے گی اور نہ اس میں رہنے والے رہیں گے۔ تو آج تک زمین و آسمان کا باقی رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حق نے کسی کی بیعت نہیں کی۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ہاں اجبرائیلؑ کہاں سے وحی لیتا ہے؟
وہ کہتے ہیں کہ جی عرش پہ لکھا ہوا ہوتا ہے، وہاں سے لیتا ہے، پہلے اسرائیلؑ لیتا ہے، اسرائیلؑ سے یہ لیتا ہے۔ عرش کون ہے۔؟ عرش کے حامل تو آل محمدؐ ہیں۔
وحی کیا ہوتی ہے؟

جبرائیلؑ ان کے ظاہر سے لیتا ہے ظاہر کو پہنچا دیتا ہے،
باطن ولایت ہے اور ظاہر نبوت ہے۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

عباس ابن عبدالمطلبؑ نے کہا مولا علیؑ علیہ السلام سے کہ میں رسولؐ کا چچا ہوں، اس لئے ان کی میراث مجھے سرکار علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: آپ حقدار ہی نہیں ہیں۔ ارے بھئی۔ جب چچا حقدار نہیں ہے تو اُمتی کہاں سے حقدار نکل آیا۔ بہر حال جب بات

بڑھی تو مولانا نے کہا: اچھا اٹھیک ہے۔ رسول خدا کی چار چیزیں ہیں، جو وراثت میں ملتی چاہئیں۔

(۱)۔ دستار (عمامة) (۲)۔ زڑہ

(۳)۔ تلووار (۴)۔ سواری

آپ سارا مدینہ اکٹھا کر کے آجاؤ، یہ چار چیزیں ہم دینا چاہتے ہیں۔ سارے مدینے کے سارے بزرگ مسجد میں آگئے۔ جب آکر بیٹھ گئے تو یہ چاروں چیزیں رکھی ہیں، عمامہ بھی رکھا ہے۔ زڑہ بھی رکھی۔ تلووار بھی رکھی ہے اور سواری باہر بندی ہوئی ہے۔ سرکارؐ نے فرمایا: چچا ایسا کرو کہ یہ تینوں چیزیں پہن لو اور اس سواری پہ بیٹھ جاؤ، چاروں چیزیں آپ کی ہیں۔ خیر! جناب عباس نے جلدی جلدی عمامہ سر پہ رکھا، زڑہ پہن لی اور تلووار لٹکالی۔ سرکارؐ نے فرمایا۔ وہ سواری کھڑی ہے اس پر جا کر سوار ہو جاؤ۔ اب جو زور لگاتے ہیں تو اٹھ نہیں سکتے۔ خدا کے لیے!

وراثت کا بوجھ ایسے جلدی میں نہ اٹھالیا کریں رسولؐ کی حدیث ہے:

انّی قارک فیکم الثقلین -

میں دو ہم وزن چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں تو دو وزنی چیزیں ایسی نہیں چھوڑ کر گئے۔ توجہ۔۔۔

ثقلین کہتے ہیں دو ایسی چیزیں جو جن کا وزن برابر ہو۔

(۱)۔ قرآن (۲)۔ اہل بیتؑ

بہر حال! اب سارے لوگ حیران ہو گئے کہ عباس اٹھ تو سکتے نہیں۔ لوگوں نے کہا ارے بھئی۔ اٹھو۔ کیا ہوا؟

کہا : کیسے اٹھوں بوجھ بہت زیادہ ہے۔ تلواریں ہٹایا گیا، اور کہا۔ اب اٹھو۔ اب بھی نہ اٹھا گیا۔ اب زڑہ کو بھی اتارا گیا اور کہا: اب اٹھو۔ اب بھی نہ اٹھا گیا۔ جب نہیں اٹھ سکے، تو عماما اتار کر زمین پر رکھا۔ کہنے لگے۔
اے علی! میں حق دار ہی نہیں ہوں۔

عزیزو۔۔۔!

بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔

ارے بھئی۔ جو ظاہری وراثت کے حقدار نہیں، وہ قرآن کے وارث کب ہو سکتے ہیں
۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

خیر۔۔۔!

اب جناب عباس نے کہا۔ سرکار! میں وارث نہیں ہوں، میں آئندہ مطالبہ بھی نہیں کروں گا۔

سرکار! نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جب وہ جانے لگے تو راستے میں بنی عدی کا ایک آدمی ان کے پاس آ کر کہنے لگا :

اے عباس! ہو سکتا ہے کہ علی! نے ان چیزوں میں کوئی دزدنی چیز رکھ دی ہو۔ تم ایسے کرو کہ گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔ گھوڑا ابل جائے گا۔ کہا ٹھیک ہے میں جاتا ہوں۔ اب جو یہ سوچ کر گئے کہ میں نے گھوڑے پہ سوار ہونا ہے، جو نبی قریب گئے کہ گھوڑے نے اپنی پچھلی ٹانگیں اٹھائیں اور حملہ کیا تو گر گئے۔ اب اٹھ کر کہتے ہیں۔

یا علی!

میں اس گھوڑے کا بھی حقدار نہیں ہوں۔ فرمایا۔ ٹھیک ہے مگر اب جانا نہیں ہے سب

واپس آ جاؤ۔ جب سب واپس آ گئے تو علی علیہ السلام نے خود عمامہ پہنا۔ زڑہ پہنی۔ تلواریں لگائی اور پھر اٹھ کر اسی گھوڑے پر بیٹھ گئے، چکر لگا کے دروازے پہ اترے کہا: اب جانا نہیں۔ پھر اندر آ جاؤ۔ اب سارے جب اندر آ گئے تو اتار کر فرمایا۔

بیٹا حسن! پہنو

سرکار حسن بھٹی علیہ السلام نے عمامہ رکھا، زڑہ پہنی اور تلوار لگائی۔ اٹھ کر اسی گھوڑے پہ بیٹھ کے چکر لگا کے وہیں اترے۔

فرمایا: جانا نہیں۔ پھر واپس آ جاؤ۔ سارے واپس آئے۔

فرمایا بیٹا حسین! پہنو۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

تو یہ ہیں جو سرکارِ دو عالم کی وراثت کے وارث ہیں۔ جی۔۔۔۔۔ عرشِ اللہ کا علم ہے۔ یہ علم کونسا ہے؟

جو اس کی مشیت سے گذر گیا، مشیت سے جو علم گذر گیا وہ دے دیا، اس کا نام ہے عرش۔ عرش کا علم کہاں تک جاتا ہے؟ قیامت تک کا جتنا علم ہے وہ عرش میں موجود ہے۔ بھئی۔۔۔! جب عرش میں موجود ہے تو تعجب نہ کیا کرو۔ کہ آلِ محمدؐ جو اب سے پہلے سوال بھی جانتے ہیں۔ چونکہ ان کے پاس عرش کا کُل کا کُل علم ہے۔

اللہ کیا کہتا ہے؟

ہم نے ان میں احصاء کر دیا ہے ہر شے کو۔ اچھا۔ احصاء کیا ہوتا ہے؟ میرے بھائیو! دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک ہوتا ہے عدد مایک دو تین یہ کتنی ہے۔ اللہ ایک ہے۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وہ ایسا ایک ہے کہ کتنی میں نہیں آتا۔

ہاں۔۔۔ ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین یہ ہے کتنی، جہاں ساری کتنی ایک جگہ جمع ہو جائے اُسے کہتے ہیں احصاء کتنی اور ہے، احصاء اور ہے۔ مثال سمجھئے۔ میرے پاس سو روپے ہیں۔ اب میں ایک لے کر صندوق میں ڈال دوں اور کہتا ہوں ایک۔ وہ جو صندوق میں جا رہا ہے وہ اصل بھی جا رہا ہے اور ایک بھی ساتھ ہے، اب میں نے دوسرا لیا اور کہا دو۔ اب گنتا شروع ہو گیا، ادھر گنتا شروع، ادھر شیء کہاں جا رہی ہے۔ اب میری زبان پہ کیا رہ گئی ہے؟ کتنی۔ اصل شیء کہاں جا رہی ہے؟ صندوق میں۔ اب میں نے ایک ایک کر کے سو روپے صندوق میں ڈال دیئے۔ میرے پاس فقط رہ گئی کتنی۔ وہ جو صندوق ہے اصل اس کا نام ہے احصاء۔

اب اللہ کہتا ہے۔ ہر شیء کو ہم نے۔ کن۔ کن کے امام میں رکھ دیا ہے۔ امامؑ میں اصل بھی ہے اور علم بھی۔

توجہ۔۔۔ کتنی اور احصاء میں فرق یہ ہے کہ کتنی میں بھول ہو سکتی ہے مگر احصاء میں بھول نہیں ہو سکتی۔۔۔ (نعرہ حیدری)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اعلان ہو گیا کہ نبی رسول خداؐ سے کسی نے کوئی قرض لینا ہے وہ آکر لے ہم دینے کے لئے تیار ہیں لیکن گواہوں کی ضرورت ہو گی۔ جناب علیؑ کی طرف سے بھی اعلان ہوا کہ جس نے رسولؐ سے قرض لینا ہو وہ آجائے مگر ہمارے ہاں گواہوں کو لانے کی ضرورت نہیں ہے ہم حق دار کو پہلے ہی جانتے ہیں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

جب اعلان ہو گیا تو ایک شخص آیا جس نے زعفران کے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے آکر کہا: بھئی، آپ رسول اللہؐ کے قرض دینا چاہتے ہیں؟

کہا : ہاں ادیتا چاہتے ہیں۔

اُس نے کہا میں نے بھی رسول اللہؐ سے قرض لینا ہے۔

کہا: قرض کیا ؟

اُس نے کہا : سوا دھنیاں سرخ رنگ کی جن کی آنکھیں سیاہ ہوں، دو کوہان ہوں اور ان کے اوپر سونے چاندی کا بھار لدا ہوا ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ سترہ غلام بھی ہوں۔ پہلے تو انھوں نے کہا یہ ہو ہی نہیں سکتا مگر یہ بتاؤ کہ تمہارا گواہ کون ہے ؟ اُس نے کہا : گواہ اللہ ہے۔

یہ انھوں نے سنا کہ گواہ اللہ ہے تو کہا، بھئی! یہ سوا دھنیاں سرخ رنگ کی، دو کوہانوں والی اور پھر سونے چاندی کے ساتھ، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اُس نے کہا : اگر دے نہیں سکتے تو پھر اعلان کیوں کیا ؟
توجہ !

بات جب آگے بڑھنے لگی تو جناب سلمانؓ نے اُس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور کہا ان کو کیا پتہ انہوں نے خود رسولؐ کا قرض دینا ہے۔ میں تجھے اُس کے پاس لے چلوں جو پیغمبر گواہوں کے تجھے حیرا قرضہ دے گا۔ اب وہ مولا علیؑ علیہ السلام کے پاس آیا اور وہ سارے بھی ساتھ آگئے۔ جونہی وہ شخص سامنے آیا تو مولا علیؑ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے باپ کا قرض لینے آیا ہے۔ جب مولاؑ نے اُس کے باپ کا نام لیا تو وہ خوش ہو گیا کہ اب قرضہ مل جائے گا۔

اُس نے کہا سرکار! یہ باپ والی بات آپؐ نے کیسے کی؟

فرمایا : میرے باپ کا یہ نام ہے، اُس کے باپ کا یہ نام ہے، دادے کا یہ نام ہے، حیر

ماں کا یہ نام ہے، ماں کی ماں کا یہ نام ہے۔
فرمایا :

حیراباب رسول خداؐ کے پاس آیا تھا۔ اُس نے کہا تھا سرکارِ امیرِ اہبت اثر ہے اپنی قوم پر
ماگر آپ اجازت دیں تو میں سلام کو وہاں پھیلاؤں تو بہت سے لوگ مسلمان ہو
جائیں گے اور جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو آپ انعام کیا دیں گے؟ تو رسول خدا
نے فرمایا تھا، اس دنیا میں انعام لینا چاہتا ہے یا آخرت میں بھی؟ اُس نے کہا دونوں
دے دیں۔ رسولؐ نے فرمایا : تم چلے جاؤ، جنت تمہاری مکمل ہو گئی۔ اُس نے کہا مولاؑ
دنیا میں کیا دو گے؟

رسولؐ نے فرمایا 100 اونٹیاں سرخ رنگ کی، ان کی دو کو بانیں ہوں گی اور آنکھیں
سیاہ ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ سونا اور چاندی اور 17 غلام بھی ہوں گے۔ فرمایا یہ
سن کر حیراباب بہت خوش ہو گیا تھا اور کہا تھا۔ یا رسول اللہؐ تمہیں بہت بوڑھا ہو چکا
ہوں اگر تبلیغ کرتے کرتے مر گیا تو کیا میرے بیٹے کو یہ انعام ملے گا؟

رسولؐ نے فرمایا تھا، ہاں ملے گا۔ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر حیرے باپ نے کہا
تھا کہ مولاؑ! اگر آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر میرا انعام کون مجھے دے گا؟
رسولؐ نے فرمایا: میرا وہی ہوگا جس کا نام علی علیہ السلام ہے۔۔۔۔ (نعرہ حمیدی)
سرکارؐ نے فرمایا : تو اپنے باپ کی طرف سے نمازِ عیدِ عین کے آیا ہے میں رسولؐ کا
نمائندہ ہوں، آؤ میں تمہیں تمہارا قرضہ ادا کروں۔

مامؑ نے فرمایا : حسن بیٹا! اتنا کا قرض اتار دو۔ سرکارِ حسنؑ نے عباؑ و رسولؑ، قباہ رسولؑ۔
عمامہ رسولؑ اور پاپوش رسولؑ پہن کے عصا رسولؑ ہاتھ میں تمام کر۔ امامت رسالت

کالباں پہن کر چلی۔ فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو۔ سرکار ایک چٹان کے قریب آئے جس کا نام ہے کوہِ حق، اس چٹان پہ امامؑ نے عصا مبارک رکھا۔ بس لیوں کو حرکت دی۔ وہاں سے ایک غلام برآمد ہوا اس کے ہاتھ میں رتی ہے، اس کے پیچھے چھ اونٹیاں ہیں سرخ رنگ کی نکالی آنکھیں، دو کوہان والی ان کے اوپر سونے چاندی کا ہمار لدا ہوا ہے۔

سرکار نے فرمایا اے شخص! پیچھے نہیں دیکھنا۔ خیر اب وہ چلا۔ ایک غلام اور چھ اونٹیاں۔ پھر ایک غلام چھ اونٹیاں۔ پھر غلام، چھ اونٹیاں اور سونے چاندی کے ہمار۔ سولہ غلام لٹے، چھپانوے اونٹیاں لٹیں، آخر ایک غلام آیا اور چار اونٹیاں، جب 100 پوری ہو گئی۔ تو اُس کے ذہن میں خیال آیا کہ پوری ہیں یا نہیں۔ اب جو اُس نے شخص نے پیچھے دیکھا۔

امامؑ نے فرمایا :

او کیوں دیکھا پیچھے، آج اگر تو پیچھے نہ دیکھتا۔ یمن تک چلا جاتا تو قطار ختم ہی نہ ہوتی۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب -

بس رات کے اند میرے میں ایک آواز آئی۔

انا غریب الوطن -

عزادارو۔!

یہ کون مسافر ہے ؟

اس کا نام ہے مسلمؑ ابن عقیلؑ۔

جناب مسلمؑ کوفہ میں ہیں۔ سارے دن ایک محفوظ مقام تشریف رکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ روزے سے ہیں۔ رات کو اتنے پیاسے ہیں کہ چل نہیں سکتے تھے۔ ابن زیادہ ملعون نے پورے کوفہ میں ہزاروں کی تعداد میں آدمی بھیج دیئے کہ مسلمؑ کا پتہ لگاؤ کہ وہ کہاں ہیں۔ جناب مسلمؑ آدمی رات کو باہر نکلے تو سامنے دیکھا کہ گلی میں ایک ضیفہ کھڑی ہے، چلے چلے اس کے قریب آئے تو سلام کر کے فرمایا :

السَّلَامُ عَلَیْكَ۔

اذا غرب الوطن وانا عطشان۔

میں مسافر ہوں اور بہت پیاسا ہوں۔ یہ سن کر وہ بی بی جلدی سے اندر گئی، پانی کا جام لیا اور آ کر سرکار مسلمؑ کو دیا۔ پیچھے پردے کے وہ بی بی کھڑی ہو گئی اس انتظار میں کہ مسافر جائے اور میں دروازہ بند کروں۔ جب دیر ہو گئی تو اس بی بی نے کہا ۔ اے مسافر! زیادہ دیر میرے دروازے پر نہ ٹھہرو۔

حالات بڑے خراب ہیں۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ یہ سن کر جناب مسلمؑ نے اس بی بی کا نام لے کر کہا ! طوہر !

اگر میرا گھر ہوتا تو کیا میں یہاں کھڑا ہوتا ؟

جب اس بی بی نے اپنا نام سنا تو پردہ ہٹا کر کہتی ہے انت مسلم ابن عقیلؑ۔ کیا آپ مسلم ابن عقیلؑ تو نہیں ہیں؟

فرمایا : ہاں میں مسلم ابن عقیلؑ ہوں۔ قدموں پہ گر کر کہا۔ اے سید زادے! جناب سیدہ سے میری شکایت نہ کرنا، میں نے اپنی بیوی گستاخی کی ہے کہ تجھے کہا کہ اس

دروازے سے چلے جاؤ۔ فرمایا۔ نہیں، نہیں! تجھے علم نہیں تھا۔ اُس نے جناب مسلم کو اندر بلایا، کھانا تیار کیا، ساری رات عبادت میں گزاری، صبح کسی نے جا کر ابن زیاد سے کہا کہ مسلم طوع کے گھر میں ہیں۔

عمر ابن اشعث جو جعدہ بنت اشعث کا بھائی ہے۔ 3000 کا لشکر لیکر جب طوع کے گھر کو گھیرا۔ تو سرکارِ مسلم نے قرآن بند کر کے کہا۔ طوع! اگر میرے آنے سے تکلیف ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دینا۔ ہاتھ بائدہ کر کہا: مولانا آپ کا آنا مبارک۔ فرمایا خیر! جہاد شروع ہو گیا۔

بس اس سرکارِ مسلم کو مارے کرا کیلے تین ہزار پہ بھاری ہیں۔ پھر تین 3000 کا لشکر آیا۔ یہاں تک 9000 کا لشکر اور ایک ہاشمی جوان، اُن پر بھائی ہیں جناب مسلم۔

دشمنوں نے ایک گڑھا کھودا! اُس کے اوپر خش خشا کپ ڈالی۔ جناب مسلم پڑ رہے ہیں ان سے بھی لڑ رہے، اوپر سے جو عورتیں بیٹھی ہیں ان میں سے کوئی تھمراتی ہے، ایک روایت میں ہے کہ سوکھی گھاس کو آگ لگا کے جناب مسلم پہ آگ پھینکی تھیں۔ اس کے باوجود جناب مسلم ان پر بھاری ہیں۔ مگر جب آئے نہ اس جگہ پہ جہاں پر خالوں نے گڑھا کھود رکھا تھا۔ گڑھے پہ قدم رکھا کہ اچانک جناب مسلم گڑھے کے اندر گر گئے۔ جب گرے تو ظالم بھیڑیوں کی طرح جناب مسلم کے اوپر برس پڑے۔ کوئی تیر مارتا ہے۔ کوئی نیزے کا وار کرتا ہے۔ جب بے ہوش ہو گئے تو خالوں نے گلے میں طوق، چروں میں پٹیاں اور ہاتھوں میں پھڑیاں ڈال دیں اور کھینچ کر ابن زیاد کے دربار میں لے آئے۔ جب جناب مسلم دربار میں داخل ہوئے تو سینہ تان کے داخل ہوئے اور ابن زیاد ظالموں کو سلام تک نہ کیا۔ ایک حرامی نے

کہا، امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے؟

فرمایا: میرا امیر سفر میں ہے۔ یہ کہہ کر جناب مسلمؓ سینٹان کرکڑے رہے۔ یہ سن کر کسی ملعون نے چٹری کا وار کیا جو جناب مسلمؓ کے لیوں پہ لگا اجنبی مسلمؓ بہت بیا سے تھے، پانی مانگا، پانی دیا گیا مگر بیانہ گیا اس لئے کہ جب پانی پینے کا ارادہ کرتے تو دانت ٹوٹ کر پانی میں گر جاتے اور پانی خون میں بدل گیا۔

حکم ملا کہ مسلمؓ کو دارالامارہ کی چھت پر لے جا کر سر مبارک قلم کر دو۔

جب جناب مسلمؓ نے سر جھکایا۔ ادھر جناب مسلمؓ نے سر جھکایا ادھر جلا دے ہاتھ میں تگوار ہے۔ روایت میں ہے کہ ادھر سر جھکا ادھر منزلِ زبالہ پہ امامؓ بیٹھا ہے۔ جناب عباسؓ دوڑتے ہوئے آئے اور کہا: "مولا" اچھے کچھ بھائی مسلمؓ کے بارے میں بتائیں میرا دل گھبرا رہا ہے۔ امامؓ نے فرمایا: "عباسؓ میری انگلیوں میں دیکھو اب جو جناب عباسؓ نے امامؓ کی انگلیوں میں دیکھا تو کہا: "مولا" اچھے مسلمؓ نظر نہیں آئے۔ بازار نظر آ رہا ہے۔ فرمایا ذرا چھت پر دیکھو اب جو دیکھا کہ جناب مسلمؓ سر کو جھکائے ہوئے ہیں۔

جناب عباسؓ نے کہا اتناں زہراؓ کا واسطہ مجھے جلدی پہنچاؤ کوفہ میں کیا دیکھا۔؟
مسلمؓ سر جھکائے کھڑے ہیں۔

فرمایا اگر جنگ کرنا ہوتی تو زہراؓ کی بیٹیاں ساتھ نہ لے جاتا۔

جناب عباسؓ نے کہا: "مولا" ابھیج دیں۔ جنگ نہیں کروں گا۔ فرمایا۔ عباسؓ کیا کرو گے؟ جناب عباسؓ نے رو کر کہا: "مولا" بھائی مسلمؓ کا جب سر گرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ میرا قدس زمین پہنچ کرے بلکہ میں اپنی گود میں چھپاؤں۔

یہ سنتا تھا کہ امام حسینؑ نے فرمایا: عباسؑ ذرا غور سے دیکھو۔ اب جو دیکھا تو کہا:
مولاؑ ایک کالے برقعے والی بی کون ہے ؟
فرمایا۔ عباسؑ یہ میری ماں زہراؑ ہے۔

و سيعلم الذین ظلموا ای متقلب ینقلبون۔

jabir.abbas@yahoo.com

تیسری مجلس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ ہود آیت نمبر ۶

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ، سورہ ہود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے
جس میں خالقِ دو عالم ارشاد فرما رہا ہے وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ اور وہ وہ ہے۔

کون جانے وہ کیا ہے ؟

اللہ خود کسی کو ”وہ“ نہیں کہہ سکتا چونکہ دوسرا ”وہ“ ہے ہی نہیں۔

کون ہے جس نے اس کو اس کی حویلی بتائی ہے کہ وہ ہے ؟

وہ تو عین ذات ہے۔ وہاں غیب غیب ہے۔ اس عین غیب میں عین غیب نے اپنے
ظاہر ہونے کے لئے چودہ (معصومین) آئینے بنائے ہیں۔ عطاء بیان کرتے ہیں کہ
ان آئینوں میں دو طرح کے کمال کو رکھا۔

(۱) کمالِ جلاء (۲) کمالِ استخلاء

کمالِ جلاء یہ ہے کہ اللہ کے بچے کمال ہیں۔ ہر کمال کا ان آئینوں کو مظہرِ بظاہر کہ کمال
میرا ہوگا، ظاہر یہ کریں گے۔ عین اپنے کمال کو خود ظاہر نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ میرا

کمال ہی یہی ہے۔ میں اپنے کمال میں ناقص نہیں، مجھے اپنے کمال میں نقص مانع نہیں، کمال مانع ہے۔

میرے بھائیو۔! اللہ کیا کہہ رہا ہے۔

میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ دُنیا والو! سنو۔ دو کمال ہیں اللہ کے دلوں کمال انہی آئینوں میں سے نظر آئے ہیں۔ پہلا کمال یہ ہے کہ ہر کمال انہی میں سے نظر آتا ہے۔ اللہ کا سب سے بڑا کمال ہے اس کی حیات۔ وہ حقی ہے۔ دیکھیں! صفاتِ شوحیہ میں پہلی صفت ہی ”حقی“ ہے صفت اس کی ہے ثابت آلِ عمر ”کرتے ہیں۔

بھئی۔۔۔ صفاتِ شوحیہ میں پہلی صفت کون سی ہے؟

حقی۔۔۔ ”حقی“ کا معنی ہے زندہ۔

اے اللہ! تو زندہ ہے۔ سامنے تو تُو ہے نہیں سامنے نہ ہو کہ بھی تو زندہ ہے پھر ہمیں بتا تو سہی کہ تو زندہ کیسے ہے؟

کہا: چودہؑ کو دیکھ لو۔ ان کی حیات میری حیات کی دلیل ہے۔ چودہؑ کی حیات اللہ کی حیات کی دلیل ہے۔

خبردار! جب ان کی حیات اس کی حیات کی دلیل ہے تو پھر ان کی حیات نہ موت ہے، نہ فنا ہے، یہاں موت بھی نہیں ہے، یہاں فنا بھی نہیں ہے۔

توجہ۔۔۔

سرکارِ سلمانِ قاریؑ کہتے ہیں۔ اصغؑ! جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے دفن نہ کرنا بلکہ یونہی رکھ دینا مدینہ سے علی علیہ السلام آئیں گے۔ کہاں مدینہ۔ کہاں مدائن۔

فرمایا: مدینہ سے جناب علی علیہ السلام آئیں گے۔

اصح کہتے ہیں: ہمیں نے انتظار میں چلنا شروع کیا۔ ایک جہد اسی دستک ہوئی دوستک سے سمجھ گیا کہ امیر المومنینؑ آگئے۔ جلدی سے ہمیں نے جو دروازہ کھولا اور جناب امیر المومنینؑ نے جو قدم اُمر در رکھا تو مسلمان اٹھ کر کہتے ہیں۔

السلام علیک یا امیر المومنین۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مسلمان اپنے اوپر موت کو طاری کرلو۔ جب امامؑ نے حکم دیا تو مسلمان نے موت کو قبول کر لیا۔

اُری۔۔۔ جن کے غلام قادر ہوں اُن کے امامؑ کیسے ہوں گے۔ (نعرہ حیدری) خیر۔!

فرمایا۔ میری ہر صفت کے یہ مظہر ہیں، ان کی حیات میری حیات ہے۔ یہ وجود ہو کے زندہ ہیں، ہمیں ذات میں زندہ ہوں۔ یہ وجود رکھ کے حقی ہیں۔ ہمیں ذات میں حقی ہوں، میری ہر صفت ان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں کمال جلاء اس میں یہ ہے کہ اللہ کی ہر صفت آلِ محمدؐ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ان کی مظہریت میں کوئی عیب آیا تو میرے لئے عیب ہو جائے گا اس لئے یہ بے عیب ہیں۔ ان میں بالکل کوئی عیب نہیں ہے لیکن میری حیثیت میں آیا کہ ہمیں ایسا با کمال ہوں۔ یہ کمال ان کے ذریعہ سے مجھے نظر آتا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو تو دیکھو کہ میں کیا ہوں۔

جس کے وجود میں ذات تو حید نظر آئے اُسے علی علیہ السلام کہتے ہیں، (نعرہ حیدری) آب لطف آیا کہ وہ وہ ہے۔ اب وہ وہ کیا ہے؟

فرمایا خلق السموات والارض۔ (سورہ صود، آیت ۷)

اس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور زمین کو پیدا کیا۔ جب پیدا کیا تو فرمایا۔ یہ بل رہے

تھے۔ بغیر ستونوں کے تھے۔

مولانا علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ جب ان پہ ہمارے نام لکھے گئے تو آسمان ساکن ہو گئے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

آسمان پیدا کئے۔ زمینوں کو پیدا کیا فی مستتہ ایام۔ چاندوں میں۔ میرے بھائیو! جب یہ آسمان اور زمین بن رہے تھے تو آب اللہ فرما رہا ہے و کما نزل علیہ علی النباء۔ اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ پوچھا گیا: مولانا! اس عرش سے کیا مراد ہے؟ اور پانی سے مراد کیا ہے؟ عرش سے مراد اللہ کا علم ہے اور پانی سے مراد ہم آل محمدؐ ہیں۔ زمین و آسمانوں کے بننے سے بھی پہلے ہم نے اللہ کے عرش کو جو علم الہی ہے اس کو اٹھایا ہوا تھا، تم حاملین علم الہی ہیں۔

توجہ!

اب وہ جو علم ہے اللہ کا وہ علم ان پانچ مرحلوں میں آتا ہے۔ دیکھتے۔۔۔ یہاں پر ہمیں نے لفظ ”مرطلے“ سمجھانے کے لئے کہا ہے ورنہ وہاں مرطلے بھی نہیں ہیں، اگر وہاں مرطلے ہوں تو پھر وہ اللہ کیسے ہے۔ کیا ہے؟ ”علم کہاں آتا ہے؟“ علم میں۔ علم۔ حیثیت۔ ارادہ۔ قدر اور قضاء۔ قضا پہ آکر دو حصے ہو جاتے ہیں ایک حصہ جو دے دیتا ہے۔ علم کا اس علم کا نام ہے عرش۔ اللہ جو علم دے دیتا ہے، میثاق سے گذر گیا ہے، قضاء سے گذر کے قضاء فعلی میں آ گیا ہے۔ جو علم علم الہی سے گذر گیا ہے یعنی آل محمدؐ کو دے دیا ہے اس علم کا عرش مگر یہ جو آدھا علم رہ گیا نا، اور وہاں اس علم کا نام ہے کرسی۔ اسی کرسی کا نام ہے علم غیب۔ یہ جو علم روک لیا ہے، اس علم کا نام ہے علم غیب۔

میرے بھائی۔

علم غیب بغیر جبرائیل کے ملتا ہے، غیب کے علم میں جبرائیل کا ہری وسیلہ، واسطہ ہے
عی نہیں۔ اب معلوم ہوا کہ یہ جو معراج پر کہا گیا کہ اوحی الی عبدہ
ما اوحی۔ جو ضریر پر ”ما“ آیا، یہ غیب ہے۔ عرش نہیں۔۔۔ (نعرہ حیدری)
توجہ! یہ جو علم اللہ نے دے دیا اس کا نام ہے عرش اب جو جبرائیل لے آئے گا ظاہری
صورت میں وہ اسی عرش کے علم سے متعلق ہوگا۔ اس لئے وحی جبرائیل عرش سے لیتا
ہے۔ اب جب یہ لے کر آتا ہے چونکہ اللہ کو علم تھا کہ لوگ اس جبرائیل کے لانے کو
نہیں سمجھیں گے اور کہیں گے کہ جبرائیل رسول کو پڑھانے آیا تھا۔

دیکھئے۔ اب کیا کہتے ہیں؟

کون پڑھاتا ہے رسول کو؟ کہتے ہیں کہ جی جناب جبرائیل رسول کو پڑھاتا تھا۔
اے اللہ!

تو نے جو پڑھایا وہ کون سا باتی رہ گیا، جو جبرائیل کے پڑھانے کی نوبت آئی، خدا کے
لئے۔ جبرائیل کا آنا۔ ان کا انتظار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تعلیم کے لئے نہیں
آپا بلکہ ثبوت توحید کے لئے آیا ہے۔

اچھا! پھر اللہ نے بھی اس علم کو لانے کے وقت ایک عجیب لفظ جبرائیل کے ساتھ لگا
دیا۔

نزل به الروح الامین علی قلبک

میرے حبیب! تیرے قلب پر جبرائیل امن بن کے نازل ہوا ہے۔

امین کون کہہ رہا ہے۔؟ اللہ

اللہ نے کب امین کہا؟ جب جبرائیلؑ قرآن لیکر آیا اللہ کہہ رہا ہے کہ جبرائیلؑ امین۔

بابا !

توجہ کریں۔۔ قرآن امانت ہے، جبرائیلؑ امین ہے۔ کیا مطلب ہوا؟ امین بن کے جبرائیلؑ قرآن لایا ہے۔ جبرائیلؑ امین ہے قرآن امانت ہے۔ امین کو تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ امانت میں ہے کیا۔ جبرائیلؑ کو تو خبر ہی نہیں ہے۔

سرکار۔۔۔ امین کو تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ امانت میں کیا ہے۔ جبرائیلؑ تو امین بن کے آیا۔ اگر وہ دیکھنے لگے تو امین کیسے رہے گا۔ لفظ امین جبرائیلؑ نے خود اپنے آپ کے ساتھ نہیں لگایا۔ اللہ نے لگایا ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ جیسے قرآن آیا وہی جبرائیلؑ نے پہنچا دیا۔

بھئی !

جبرائیلؑ نزول میں واسطہ ہے تعلیم میں نہیں کیوں؟
اب میں سوال کرتا ہوں کہ جب قرآن امانت ہے، جبرائیلؑ امین ہے تو یہ بتائیں کہ امانت ہمیشہ اُس مالک کو پہنچائی جاتی ہے جو پیچھے چھوڑ آیا ہو۔ مکہ و مدینہ میں رسولؐ آیا مگر امانت تو اوپر رہ گئی تھی۔۔۔ (نعرہ حیدری)
تو جبرائیلؑ پڑھانے نہیں آیا، بلکہ امانت لوٹانے آیا ہے۔

توجہ !

عبدالملک بن سلیمان ایک شخص ہے وہ کہتا ہے کہ میں گزر رہا تھا ایک قبرستان کے قریب سے تو ایک قبر کھلی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی تحریر پڑی ہے، جو نبیؐ میں نے نیچے جھک کر وہ تحریر دیکھی تو وہ عبرانی زبان میں تھی، جب وہ تحریر میں نے

دیکھی تو میں نے سوچا کہ میں تو عربی ہوں، مگر یہ تحریر عبرانی ہے اب جو عبرانی زبان کو جانتا ہوگا اس سے پوچھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ایک عالم تھا عبرانی زبان کا میں نے وہ تحریر اس کے سامنے رکھی، اس تحریر کو دیکھتے ہی اس کی آنکھیں کل گئیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ کے صحابی کی تحریر ہے۔

میں نے کہا: اس نے جو لکھا ہے وہ سب مجھ کو بتا دے۔

اس نے کہا۔ تحریر میں حضرت موسیٰ اور جناب خضر کا واقعہ لکھا ہے، جب جناب موسیٰ جناب خضر سے پڑھنے کے لئے گئے تھے وہ راز کس لئے دیتے تھے؟ جناب خضر امری حکومت کا نمائندہ ہے۔ نبی نہیں ہیں۔

ایک دن جناب موسیٰ نے کہا: مجھ جیسا کوئی عالم ہے ہی نہیں۔ جناب موسیٰ نے جناب خضر سے کہا، میں تجھ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا تجھ میں صبر نہیں ہے۔ جناب خضر کے پاس کون پڑھنے کے لئے گئے تھے؟ جناب موسیٰ۔ جناب موسیٰ جب آئے تو جناب خضر نے تین راز بتائے اور جناب موسیٰ واپس چلے گئے بھی۔۔۔۔۔ تین راز بتائے۔ موسیٰ نبی ہے، رسول ہے، صاحب شریعت ہے مگر امری حکومت کے نمائندے کے تین راز نہیں سمجھ سکا۔ امام نے فرمایا۔

اگر جناب موسیٰ صبر کرتے تو جناب خضر انہیں 70 راز بتاتے کہ جناب موسیٰ حیران ہو جاتے۔

چھٹے امام نے فرمایا: اگر جناب خضر میرے سامنے ہو تو میں 700 راز بتاؤں۔ جنہیں سن کر خضر بھی حیران ہو جاتے۔۔۔ (نورہ حیدری)

خبر۔۔۔

اُس نے کہا: اس پر جو تحریر لکھی وہ بتائیں۔ کہا اس میں لکھا ہے کہ جناب خضرؑ سے ہو کر جناب موسیٰؑ "واپس گمراہ آئے" تا تو ان کے بھائی جناب ہارونؑ نے کہا کہ بھائی موسیٰؑ "آپ وہاں گئے تھے کیا ہوا؟ خضرؑ نے کیا بتایا؟

فرمایا خضرؑ کا علم ایسا تھا جو قصان وہ نہیں تھا۔ چھا پھر کیا ہوا؟

کہا: عجیب واقعہ یہ ہوا جناب خضرؑ اور جناب موسیٰؑ "جب واپس آرہے تھے نہر کے کنارے سے ہو وہاں ایک پرندہ اتر اتر تو ہم نے اس پرندے کو دیکھا، جب دیکھا تو ہماری نظریں ادھر ہو گئیں۔ اب اُس پرندے نے ایک قطرہ پانی کالیا اور مغرب کی طرف پھینکا، ایک قطرہ لیا اور مشرق کی طرف پھینکا، ایک قطرہ لیا اور شمال کی طرف پھینکا، ایک قطرہ لیا اور جنوب کی طرف پھینکا۔ ایک قطرہ لیا اور آسمان کی طرف پھینکا۔ آخر میں ایک قطرہ لیکر پھر سمندر کے اندر پھینک دیا۔ جب یہ عمل ان دونوں نے دیکھا تو جناب خضرؑ نے کہا۔ بھائی موسیٰؑ "یہ کیا ہے؟ جناب موسیٰؑ نے کہا، مجھے بھی خبر نہیں ہے مگر آپ جو مجھے پڑھانے آئے ہیں آپ بتائیں کہا، مجھے بھی خبر نہیں ہے۔ بس جیسے ہی جناب خضرؑ نے یہ کہا کہ اچانک ایک ذیشان انسان آیا۔ بھئی۔ اسی لئے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا:

اذا معلم خضر و موسیٰ

موسیٰؑ اور خضرؑ کو پڑھانے والا میں علی علیہ السلام ہوں۔ (نعرہ حیدری)

کیا دیکھا؟ ایک ذیشان انسان آیا۔ اس نے کہا، کیوں پریشان ہو؟

کہا: سرکار! یہ پرندے نے کیا کیا؟

فرمایا : اس نے جہیں یہ بتایا ہے کہ آخری زمانے میں ایک خاتم النبیین پیغمبر آئے گا اس کی نبوت کا دائرہ مغرب سے مشرق تک، شمال سے جنوب تک، زمین سے آسمان اور معراج تک وسیع ہوگا۔ پھر اس پرندے نے ایک قطرہ لے کے ایک قطرے میں ڈال کر جہیں یہ سمجھایا ہے کہ اسی نبیؐ کا ایک جانشین ہوگا تمہارا علم اس کے مقابلے میں ایسے ہوگا، جیسے سندے کے مقابلے میں قطرہ ہوگا۔۔ (نورہ حیدری)

توجہ :

آب یہ جو علم دے دیا اس علم کا نام ہے عرش اور یہ جو دوسرا علم ہے اس کا نام ہے کرسی، اس کرسی والے علم کا نام ہے علم غیب اس کو کہتے ہیں علم کون۔ چھپا ہوا علم۔ علم مخزون۔ علم غیب اس کو کہتے ہیں مقام بدام اس کو کہتے ہیں لوح محفوظات یعنی اسی میں جو کث دیا جائے، جو بڑھا دیا جائے،

اللہ کی لوح محفوظات کا نام آل محمدؐ ہے۔ (نورہ حیدری)

یہ کون سا علم ہے ؟

علم غیب سائیں !

آب میں اللہ سے ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں، اے اللہ بتا! چھپا پلے میں آپ سے ایک سوال کروں وہ یہ کہ اللہ کو علم اپنے پاس رکھ لینا اچھا ہے یا دینا اچھا ہے؟ دینا اچھا ہے۔ اللہ! تو بتا کہ یہ علم تیرے لئے رکھنا بہتر ہے یا دینا بہتر ہے؟ کہا دینا بہتر ہے۔

بھئی! دینا صرف بہتر نہیں بلکہ ضروری ہے، صرف ضروری بھی نہیں بلکہ لازم ہے۔ اے اللہ! تو ہمیں بتا کہ یہ علم غیب تو نے دیا ہے یا نہیں دیا؟

قرآن ٹوٹا کہ یہ علم غیب اللہ نے کسی کو دیا ہے یا نہیں؟ فوراً جواب آتا ہے، آیت
الکری پڑھو۔ اب جب ہم نے آیت الکری پڑھی تو اس میں آیت سامنے آئی لا
یحصیون بشیء من علمہ۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۵) کوئی
اس کے اس علم غیب کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۵) مگر توجہ
جب ”لا“ آجائے تو پھر اثبات شروع ہو جاتا ہے جیسے لا الہ الا اللہ، الہ
کی نفی ہو گئی اللہ کا ثبوت ہو گیا

لا یحصیون بشیء من علمہ۔ یہ علم کون سا ہے؟
علم غیب۔

اس علم غیب کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۵) مگر بے شک وہ کر سکتے ہیں جو مشیت
اللہ ہیں۔ توجہ: شاء جتنا وہ چاہے۔

میرے بھائی۔۔۔ امامؑ سے پوچھا گیا یہ ”شاء“ کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اِنَّا شَاءَ شَيْئًا وَاِنَّ شَيْئًا شَاءَ۔ جب وہ چاہتا
ہے تو ہم چاہتے ہیں اور جب ہم چاہتے ہیں تو وہ چاہتا ہے۔ اب سمجھ آئی کہ جب وہ
چاہتا ہے تو یہ چاہتے ہیں اور جب یہ چاہتے ہیں تو وہ چاہتا ہے۔ اب سورہ دھر میں
فرماتا ہے مَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ (سورہ دھر، آیت ۳۰)

اے آل محمدؑ! تم چاہتے ہی وہی ہو جو اللہ چاہتا ہے۔

کیا مطلب؟

اللہ کہتا ہے: اے آل محمدؑ! میں نے تمہیں دُنیا میں بھیجا۔

تم نے وہ کیا جو میں نے چاہا، اب میرا عدل یہ ہے کہ قیامت والے دن میں وہ کروں

جو تم چاہو گے (نعرہ حیدری)
ذکر مصائب۔

بس عزادارو۔۔۔!

میرے امامؑ فرماتے ہیں: ہمارے غم میں ایسے رویا کرو جیسے بوڑھی ماں جوان بیٹے کے غم میں روتی ہے۔

سرکارِ دو عالمؐ کا وقتِ آخر ہے آپؐ آرام فرما رہے ہیں اس وقت جناب سیدہ طاہرہؑ اپنے بابا کے ہاتھوں کو چوم رہی ہیں اور رو رہی ہیں، اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی آواز آئی میں رسولِ خداؐ سے ملنا چاہتا ہوں۔ بی بیؑ نے پیغام بھیجوا یا کہ بابا ابھی آرام کر رہے ہیں۔ ابھی ملاقات نہیں کر سکتے، تھوڑی دیر کے بعد آنا روایت میں ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد اس نے پھر دستک دی۔ جب ہوئی تو جناب سیدہؑ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور رسولؐ کے ہاتھوں پہ گرے تو تڑپ کے اٹھے رسولؐ نے فرمایا: بیٹی! میری زندگی میں کس نے تجھے زلا دیا؟

بی بیؑ نے فرمایا:

بابا ایک آدمی دروازے پر آیا ہے اس کو میں نے روکا ہے لیکن دوبار اس نے دستک دی ہے۔

رسولؐ نے فرمایا: بیٹی! وہ آدمی نہیں ہے وہ ملک الموت ہے۔ وہ کسی کے دروازے پہ جا کر اجازت نہیں مانگتا، یہاں صرف تیرا ادب ہے کہ وہ ابھی تک دروازے پر کھڑا ہے اور اجازت لے رہا ہے۔

عزادارو!

یہ کہہ کر رسولؐ نے اپنی بیٹی کے سر پہ بوسہ دیا اور فرمایا: بیٹی! صبر کرو، اسے مل لو۔
 عزادارو۔۔ رسولؐ صبر کر رہا ہے، جناب سیدہ ممبر الہی ہیں
 بی بی نے فرمایا: بابا! اجازت ہے۔

ملک الموت آیا۔ سرکارؐ کو سلام کیا، تحفہ درود و سلام کے بعد کہا۔

سرکارؐ اخالق کہہ رہا ہے، میں ملاقات کا حتمی ہوں اگر آپ چاہتے ہیں۔ سرکارؐ نے
 فرمایا۔ ملک الموت ذرا ٹھہر جا جبرائیلؑ آ رہا ہے۔ ان کو آنے دیں۔ ملک الموت نے
 کہا ٹھیک ہے سرکارؐ۔

جناب جبرائیلؑ آئے، تحفہ درود و سلام کے بعد سرکارؐ کو کافور پیش کیا اور سرکارؐ!
 یہ کافور لے لیں، جنت سے آیا ہے میں نے آپ تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے
 کہ اس میں سے اپنا حصہ لے لو اور باقی حصہ اہل بیتؑ میں تقسیم کر دو۔

رسولؐ نے اپنا حصہ الگ کر دیا، ایک حصہ جناب علیؑ علیہ السلام کو دیا۔ ایک حصہ جناب
 سیدہؑ کو دیا۔ ایک حصہ جناب حسنؑ کو دیا اور جب حسینؑ کی باری آئی تو کافور ختم
 ہو گیا۔

حسینؑ نے نانا کے گلے میں باہیں ڈال کے کہا: نانا! اس کو حصہ دیا ہے، مجھے کیوں
 نہیں دیا۔؟

رسولؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، حیرہ مرتبہ، گلا چوم کے کہا۔ بیٹا حسینؑ! کافور کی
 انھیں ضرورت ہے جن کو غسل دینے والا ہو۔ تیرا سجادؑ پابند سل ہو کے تیری لاش سے
 قریب سے گزرے گا لیکن کربلا کی ریت اور خون تمہارے اس کافور کا کام دیں گی۔

وَمَنْ يَعْلَمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا يَ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

چوتھی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ ہود آیت نمبر ۶

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ، سورہ ہود کی آیت نمبر ۶ تلاوت کر رہی تھی جس میں
خلاقِ دو عالم ارشاد فرماتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي - اور وہ وہ ہے۔

ابھی جناب نے مجھے زقہ دیا ہے جس میں درج ہے کہ آلِ محمدؐ کیا نہیں ؟
خیر !

اور وہ وہ ہے اس ”وہ“ کو یہ بتائیں گے کہ وہ کیا ہے آلِ محمدؐ اس کی حیثیت
بتائیں گے۔ حیثیت اس کی ذات ہے، آلِ محمدؐ اس کی صفات بتانے نہیں آئے، ذات
بتانے آئے ہیں۔

دیکھئے : میں نے عرض کیا کہ انبیاء اللہ کی صفات بتانے آئے مگر آلِ محمدؐ اللہ کی ذات
بتانے آئے، اسی وجہ سے جب یہ اس کی ذات بتائیں گے تو پھر کمال ہی بتائیں
گے۔ دیکھئے۔ مخلوق کی صفت پر اسے قیاس ہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مخلوق کی صفت ہی

ناقص ہوتا ہے۔

خدا کی قسم۔۔۔!

چودہ اللہ کے کمال کا اثر ہیں مخلوق نہیں ہیں۔ دیکھیں۔ انھیں اثر ہونا ضروری ہے، مخلوق ہونا ان کے لئے نقص ہے لیکن انھوں نے جو اپنے آپ کو مخلوق کہا یہ ان کی دیانتداری ہے، ان چودہ کی دیانتداری ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم مخلوق ہیں ورنہ یہ اثر ہیں اللہ کے کمال کا نور کا، جوہ نور ہے، ہمیں نہیں خبر کہ وہ کیسا ہے، عقل میں تو آتا نہیں۔

فرمایا: تم میری ذات کو نہیں سمجھ سکتے، میرا اثر دیکھو۔ اثر آلِ محمدؐ ہیں، ان کو دیکھتے جاؤ، مجھے پہنچاتے جاؤ۔

ان کو کیا بتایا ؟

اپنا اثر بتایا۔ توجہ! یہ جو آگ کی حرارت ہے، یہ حرارت آگ کی مخلوق نہیں ہے، آگ کا اثر ہے۔

پوچھا گیا: مولانا آپ اثر کیسے ہیں ؟

فرمایا: ہم اللہ کا اثر ایسے ہیں کہ ہمارا نور ایسے جدا ہوتا تھا جیسے سورج سے شعائیں جدا ہوتی ہیں۔

دیکھیں! یہ جو روشن ہے اس کی یہ جو شعاع آرہی ہے یہ اس کی مخلوق نہیں ہے، یہ اس کا اثر ہے۔

دیکھیں۔ یہ سورج اور ہے، شعاعیں اور ہیں، شعاعیں سورج نہیں ہیں۔ شعاعیں شعاعیں ہیں، سورج سورج ہے لیکن شعاعیں ہوتی کس کے لیے ہیں ؟

پہچان کے لیے۔ اگر سورج بادلوں میں بھی چھپا ہوا ہو، شعاعیں ہیں تو ثبوت سورج

ہے۔ اللہ نے سامنے آنا نہیں۔

ان چودہ کا ہونا ثبوت ہے کہ وہ ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

اچھا ان کو کیسے بتایا ؟

اثر ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ یہ جو نور آرہا ہے یہ کیا ہے ؟ اثر ہے۔

اس اثر نے بتایا ہے کہ وہ ہے۔ اگر یہ اثر نہ ہو تو کون مانے گا، اس لئے اللہ نے چودہ سامنے کر دیئے ہو، دیکھو انھیں، تم الف انار پڑھتے ہو۔ تمہارا علم ب بکری والا ہے، دکھائی بکری جاتی ہے پڑھائی ب جاتی ہے۔ دکھائی کیا جاتی ہیں ؟ شکلیں۔ بتاتی کیا جاتی ہے ؟ ب۔

انار دکھایا جاتا ہے سمجھایا الف جاتا ہے۔

تو اللہ نے بھی کہا کہ چونکہ یہ شکلوں سے پہنچاتے ہیں۔

فرمایا : یہ وَجْہُ اللّٰہ - ہیں یہ میرا چہرہ ہیں، مجھے نارنگی نہیں آتی، راضی ہونا میرا کام نہیں، علی علیہ السلام کا کام ہے۔ اگر علی علیہ السلام راضی ہے تو پھر رضی اللہ بنے ہیں۔ علی علیہ السلام کو راضی کر لو، وہ راضی ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ !

یہ اختراع ہیں اول ما خلق اللہ نوری و ابتداء من

نورہ۔

فرمایا : اللہ نے اپنے نور سے ہمیں ابداع کیا۔ توجہ۔ اسی ابداع کو باری کہتے ہیں

هو اللہ الخالق الباری المصور اللہ کون ہے ؟

خالق۔ جوشیء سے شئی بنائے اُسے خالق کہتے ہیں، جو مادے سے شئی بنائے اُسے

خالق کہتے ہیں۔ جولاشیء سے شیء بنائے اُسے باری کہتے ہیں۔ توجہ۔۔۔ اللہ نے ان چودہ (مضمومین) کو اپنے نور سے بنایا جولاشیء ہے، جوشیء نہیں ہے۔

دیکھئے۔ یہ جو کہتے ہیں نا کہ اللہ نے ان کو لاشیء سے بنایا تو لاشیء کے معنی یہ نہیں ہیں کہ کوئی شیء ہی نہیں بلکہ شیء کا اس پر اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ اللہ وہ ذات ہے جوشیء ہے ہی نہیں آل محمدؐ بھی شیء نہیں ہیں۔ اسی لئے کہ جوشیء ہوتی ہے وہ ہلاک ہو جاتی ہے۔

بہر حال۔۔۔ ان کو ابداع کیا اور ابداع کو باری کہتے ہیں، اللہ خالق ہے عالمین کا اور باریء ہے آل محمدؐ کا۔

توجہ۔۔۔۔۔ اللہ کے پیدا کرنے کے نو طریقے ہیں۔

(۱)۔ خالق (۲)۔ باری

باری کا معنی ہے لاشیء سے شیء بنانا۔

اللہ کیا ہے؟ شئیء لیس کا لا شئیاء۔ وہ شیء کی مانند ہی نہیں ہے لیس نور کا لا نور۔ وہ نور ہے مگر نوروں جیسا نہیں ہے۔

دنیا والو !

اب بتانا کہ کوہ طور پر جو نور چکا ہے وہ اللہ کا نہیں تھا بلکہ علی علیہ السلام کا نور تھا۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔ جناب موسیٰؑ نے دُور سے دیکھا تو فرمانے لگے کہ میں مانوس آگ دیکھا رہا ہوں۔

عزیزو۔۔۔ آگ نور کی صورتِ جلالی کا نام ہے۔ دُور سے جناب موسیٰؑ نے جب

آگ دیکھی تو کہنے لگے کہ یا تو یہاں کوئی آبادی ہے یا کہ آگ ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی بھی ان کے ٹور کو نہیں سمجھ سکتا۔

توجہ۔ فلما جاءها (سورہ نمل، آیت ۸) جب پہنچ گئے وہاں جہاں سے یہ آگ نکل رہی تھی، کہاں سے نکل رہی تھی؟ زیتون کے درخت سے۔ اُس درخت میں سے دماء آئی، ایسا لگا کہ کوئی اس درخت میں ہے، چونکہ وہ زیتون کا درخت تھا، نسبت تھی آواز دینے والے کی اس میں رہنے والے کی لہذا اللہ نے قسم کھالی والزیتون۔ (سورہ تین، آیت ۱) زیتون کی قسم۔

توجہ۔ اسی شجر سے زیتون کے درخت سے جوہر آئی ہے لہذا مولا علی علیہ السلام کی آپ جب زیارت پڑھتے ہیں اس میں یہ جملہ ہے۔

السلام عليك يا شجرة النداء

سلام ہو آپ پر اے شجرہ نداء۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

فلما جاءها۔ (سورہ نمل آیت ۸) جب جناب موسیٰؑ پہنچے نوں ی۔ جناب موسیٰؑ کو بدادہی گئی۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں۔ اللہ ہم کو بخش دیتا۔

توجہ۔ انما امره اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون۔ (سورہ یسین، آیت ۸۲)

خلافت الہیہ پڑھیں! اس میں فرماتے ہیں کہ اللہ نہ کوئی آواز ہے جو سُنی جائے، نہ کوئی بدادہ اللہ سے جو کان سے ٹکرائے کل ارادہ ایجابہ۔ بلکہ وہ ارادہ کرتا ہے شےء بین جاتی ہے۔ یہاں کیا ہوا؟ نوں ی۔ جناب موسیٰؑ کو بدادہ دی گئی۔ آخر کوئی توبہ ادائیجے والا ہے، کیونکہ اللہ کی طرف سے بدادہ دینے کا تصور

ختم۔ جناب علی علیہ السلام واضح لفظوں میں فرماتے ہیں ھو یقول لا بلفظ
 اللہ کہتا ہے مگر لفظوں کے ساتھ نہیں۔ مولاؑ جب وہاں لفظ ہی نہیں ہیں۔ آواز ہی
 نہیں ہے، آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ کہہ رہا ہے ؟
 توجہ ہے۔۔۔ وہاں ندا نہیں ہے۔ توجہ وہاں جدا نہیں ہے۔ نودی۔ عدا
 دی گئی۔

عداء کے لئے آواز کا ہونا ضروری ہے۔

اچھا۔۔۔ عدا کا کیا معنی ہے ؟ عدا دی جاتی ہے دُور والے کو، کلام کیا جاتا ہے قریب
 والے سے۔ عدا کی تعریف کیا ہے ؟

ایک ہوتا ہے عدا دینے والا، ایک وہ ہوتا جس کو عدا دی گئی، عدا دینے والے کو کہتے
 ہیں داعی، جس کو عدا دی جاتی ہے اس کو کہتے ہیں مدعو۔ اب عدا کی تعریف یہ ہے کہ
 داعی کا مدعو کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی طلب کا نام ہے عدا یعنی کوئی آگ میں جو طلب
 رکھتا ہے کہ موسیٰؑ، میری طرف متوجہ ہو جائی ! جو ایسے کرے وہ مخلوق ہے، وہ اللہ ایسا
 نہیں ہے نہ عدا دینے والا کون ہے ؟ اللہ نہیں ہو سکتا۔ عدا دی گئی جناب موسیٰؑ کو
 کیا۔ ؟ ان بورک۔ کہ برکت دی گئی ہے۔

اچھا !

برکت کسے کہتے ہیں ؟

تبارک الذی بیدہ الملک۔ (سورہ ملک، آیت ۱)
 بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ملک ہے۔ برکت کیا ہوتی ہے ؟ برکت کی
 لفظ مخصوص ہے اللہ کے لئے۔

خانہ کعبہ کیا ہے ؟

اول بیت کو مبارک کہا گیا یا نہیں ؟

ان اول بیت وضع للناس للذي ببكة
مبارک۔ (سورہ آل عمران)

توجہ: جہاں بھی قرآن میں مبارک کی لفظ آئی ہے وہ آئی ہی آل محمد کے لئے ہے۔
بہر حال۔۔۔ ان بورک۔ (سورہ نمل، آیت ۸)

برکت میں زیادتی کا معنی نہیں ہے۔ اللہ میں زیادتی کے معنی کا کیا تصور ہوگا۔ آپ اپنے لئے کہتے ہیں کہ جی مال میں برکت ہو جائے یعنی بڑھ جائے لیکن اللہ کے لئے برکت کا تصور نہیں ہے۔ جب آل محمد کو مبارک کہا، یہاں کوئی بڑھنے کا تصور نہیں ہے، اس لئے کہ بڑھاواں جاتا ہے جہاں کمی ہو، جب یہاں کمی نہیں ہے تو پھر برکت کے کیا معنی ہیں ؟ برکت کے معنی ہیں کہ جب سے ان کا وجود ہے اور جب تک رہے انہیں کوئی رجسٹرونہ سکے اسے مبارک کہتے ہیں۔

توجہ۔ ان بورک۔ (سورہ نمل، آیت ۸) برکت دی گئی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ایسی مبارک جگہ ہے جہاں وہ ہدا دینے والا بیٹھا ہے اور ہدا دے رہا ہے ان بورک من فی النار۔ ”من“ کے معنی آدمی، ”من“ کے معنی ذوالعقول برکت دیا گیا ہے وہ جو آگ میں ہے ”فی“ ظرفیت کی ہے، اگر یہاں اللہ مراد لیتے ہیں اگر اللہ آگ میں آگیا تو اللہ کہاں رہتا ہے۔ جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اسے برکت دینے والا کوئی اور ہے بھی !

جو آگ میں ہے وہ اللہ نہیں ہے۔ جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے من

فی النار۔ (سورہ نمل، آیت ۸) جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے معلوم ہوا کہ کوئی برکت دینے والا اسے اور ہے جو اس سے بھی بالا ہے اور وہ بالاکون ہے؟ اللہ۔ معلوم ہوا کہ جو آگ میں ہے وہ اللہ نہیں ہے من فی النار۔ جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے ومن حولہا۔ اور جو اس واقعہ کا ماحول ہے اس کو بھی برکت دی گئی ان قال موسیٰ لا ہلہ۔ میرے حبیب! وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے اہل سے کہا۔ رسولؐ کو کیا بتایا؟ اس واقعے کا گواہ بتایا۔ یعنی قرآن میں جب بھی ”ہذا“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے گواہی کے لئے ہوتا ہے تو من حولہا۔ کس کے لئے ہے؟

رسولؐ کے لئے۔ تو اس کے ماحول کو بھی جو گواہوں کے درمیان ماحول ہے وہ بھی برکت دیا گیا اور جو آگ میں ہے وہ بھی برکت دیا گیا ان بورک من فی النار ومن حولہا۔ جو برکت دیا گیا ہے وہ کیا کہہ رہا ہے سبحان اللہ رب العالمین۔ اللہ سبحان ہے جو عالمین کا رب ہے۔ بھی: جو عالمین کا رب ہے وہ آگ میں نہیں آسکتا۔

توجہ:

نداء ہوئی گئی۔ اے موسیٰ! دیکھئے! عدا کو آپ سمجھ گئے کہ عدا کسے کہتے ہیں۔ اب نداء دینے والا چاہتا ہے کہ موسیٰ میری طرف متوجہ ہو، جو متوجہ ہوگا اس کے محاذ میں وہ سامنے ہوگا، اللہ کسی کے سامنے نہیں ہے اور پھر ”نی“ ظرفیت کا معنی دے رہا ہے، وہاں ظرف و مضاف کا تصور ہے، جو آگ میں ہے وہ مضاف ہے آگ ظرف ہے، وہاں اللہ نہیں ہو سکتا، آگ میں جو ہے وہ برکت دیا گیا ہے ومن

حولہا۔ یہاں بھی ”من“ آیا تو یہاں ”من“ سے مراد کون ہے ؟
 رسولؐ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کووہ پراکیلا علیؑ نہیں ہے بلکہ رسولؐ بھی ہے من
 حولہا۔ اس کے ماحول کو بھی برکت دی گئی۔ اب جو ان کو بھی برکت دی گئی۔ اب
 جو ان کو بھی برکت دینے والا ہے وہ کون ہے ؟

اللہ۔ اب جو آگ میں ہے جس کو برکت دی گئی۔ اس نے کہا سبحان اللہ
 رب العالمین۔

اللہ لفظیں نہیں بول سکتا، ورنہ قرآن لکھا ہوا آتا، میں نے ایک مجلس میں کلام اللہ اور
 کتاب اللہ کا فرق بتایا تھا، کہ کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق یہ ہے کہ جتنی کتابیں آتی
 ہیں آسمان سے وہ لکھی ہوئی آتی ہیں۔ وہ کتاب اللہ ہیں کلام اللہ نہیں ہیں مگر قرآن وہ
 ہے جو رسول اللہ کے پڑھنے سے کلام اللہ بھی ہو گیا، کتاب اللہ بھی ہو گیا۔
 قرآن کیا ہے ؟

کلام اللہ بھی ہے، کتاب اللہ بھی ہے۔

اب کلام اللہ کیسے بنا ؟

صرف رسولؐ کی زبان پر جاری ہوا، ان کے جاری ہونے سے کلام اللہ بنا۔
 دنیا والو ! لکھ لو لو جو دل پر کہ جس کی زبان پر کلام اللہ جاری ہو وہاں ہدیٰ ان
 نہیں ہوتا۔۔۔ (نعرہ خیدری)

بورکہ من فی النار ومن حولہا سبحان اللہ
 رب العالمین۔ (سورہ نمل)

جو عاملین کا رب ہے وہ سبحان ہے۔ سبحان کبھی آگ میں نہیں آ سکتا۔ یہ موسیٰؑ کو بتایا

کہ اللہ سبحان ہے آگ میں نہیں آسکتا۔ اب تو پہچان کہ جو آگ میں ہے وہ کون ہے۔ وہ اللہ کی پہچان کے لئے آیا ہے، اللہ نہیں ہے، معلوم ہوا کہ چودہ "کوان انبیاء" کو بھی بتانا پڑھا کہ اللہ کیا ہے۔

عزرا آئی یا موسیٰ! اللہ۔ اے موسیٰ! بیشک وہ۔

وہ کون ؟

وہ جو آگ میں نہیں آسکتا، جو سبحان ہے۔ اے موسیٰ !

جو آگ میں نہیں آسکتا انا اللہ۔ میں اللہ ہوں۔

توجہ : انہوں نے پہلے کہہ دیا کہ ہم اللہ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ سمجھائیں کیسے۔

دیکھیں ! اللہ نے کبھی سامنے آنا نہیں۔ علم میں نہیں آتا۔ عقل میں نہیں آتا۔ إدراک

میں نہیں آتا۔ اس فہم میں نہیں آتا۔ تصور میں نہیں آتا۔ تصور سے بھی ماوری ہے

۔ جب بھی اللہ کو منوانا ہوگا، اللہ نام لے کے منوانا ہوگا۔ کیسے منوائیں گے ؟

اللہ ذات نہیں ہے۔ اللہ تو اسم ہے، جو ذات ہے وہ تو مسمیٰ ہے لیکن اس کا نام اللہ کیسے

بتایا جائے گا کہ وہ اللہ ہے ؟

یہ کمال ہے اللہ کا کہ اس نے علی علیہ السلام کو ایسا بتایا ہے، کہتا ہے میں اللہ ہوں، وہ اللہ

ہو گیا، یہ علی علیہ ہو گیا۔ (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب۔

بس !

میرے امام "فرماتے ہیں، ہمارے غم میں ایسے رویا کرو جیسے بوڑھی ماں جو ان بیٹے

کے لاشہ پر روتی ہے۔

عزادارو۔ بی بی پاکؑ فرماتی ہیں کہ جب سے امام حسین علیہ السلام میرے حکم اطہر میں آئے تو میں ہر وقت زوتی رہتی تھی۔

عزادارو۔ بتولؑ ہمیشہ روتی رہتی تھیں کہ ایک دن امام حسین علیہ السلام نے حکم مادر سے باتیں کیں۔ بی بی باتیں کیں وہ رونا کم ہو گیا۔ جناب ام ایمن کہتی ہیں کہ جب میں نے گفتگوئی تو میں بی بیؑ کے پاس آگئی اور میں نے کہا:

بی بی! آپ کے ہوا تو یہاں ہوئی دوسرا نظر بھی نہیں آ رہا اور آپؑ باتیں بھی کر رہی ہیں۔ آپ کن سے باتیں کر رہی ہیں؟ فرمایا میرے حکم میں جو میرا بیٹا ہے یہ مجھے سے باتیں کرتا ہے۔

عزادارو۔۔ روایت میں ہے کہ ایک دن صبح کی تعقیبات پڑھ کر بی بیؑ بیٹھی ہیں۔ جناب ام ایمن کہتی ہیں کہ میں کسی کام کے سلسلے میں کمرے سے باہر گئی تو اچانک بی بیؑ کے رونے کی آواز میرے کانوں میں آئی، میں بھاگتی ہوئی آئی اور کہا: بی بیؑ! خیریت تو ہے، یہ آپؑ رو کیوں رہی ہیں؟

فرمایا: ام ایمن۔ ابھی اس بچے نے مجھے ایسے لفظوں سے سلام کیا ہے کہ مجھے رونا آ گیا ہے۔ جناب ام ایمن نے کہا۔ کیا سلام کیا ہے؟
فرمایا۔ اس بچے نے کہا ہے

السلام علیک یا اماہ انا ویدک العطشان۔

عزادارو۔ اب جب ظہر کا وقت آیا اور پھر بی بی تعقیبات میں بیٹھی ہیں، پھر رونے کی آواز باہر سنی اور پھر ام ایمن آئی کہا۔ بی بیؑ پھر کیوں رو رہی ہیں۔ فرمایا۔ بچے نے

ایک دوسرا سلام کیا جس سے میرا گریہ اور بڑھ گیا۔

کیا سلام کیا ؟

فرمایا۔ اس بچے نے کہا۔

السلام علیک یا اماہ انا والدک العریان۔

عزادارو۔ جب مغرب کا وقت آیا تو بی بی کی چیخوں کی آواز بلند ہوئی۔ جناب ام ایمن آئی، کہا بی بی کیا ہوا۔

فرمایا۔ بچے نے کہا۔

السلام علیک یا اماہ انا والدک الشہقان۔

بس عزادارو۔۔۔ اب بی بی بابا کے پاس گئی۔ جیسے گئی، رسولؐ نے دیکھا تو فرمایا۔ قاطرہ ایسا لگتا ہے کہ سارا دن روتی رہی ہو۔

فرمایا۔ ہاں بابا۔ میرے شکم میں جو میرا بیٹا ہے اس نے صبح جو سلام کیا ہے، اس کا میں آپ سے معنی پوچھنے آئی ہوں۔ فرمایا۔ ہاں بیٹی پوچھو۔ بی بی نے کہا۔ بابا اس بچے نے صبح کو کہا کہ امی میں تیرا بیٹا سا بیٹا ہوں۔

فرمایا۔ تیرے حسین کو تین دن کا بھوکا پیاسا بنا دیا جائے گا۔

بی بی نے کہا۔ بابا ظہر کے وقت بچے نے کہا کہ لتاں میں تیرا بے کفن بیٹا ہوں۔ یہ جملہ سن کر رسولؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا۔ بیٹی! شہادت کے بعد تیرے حسین کا لباس بھی لوٹ لیا جائے گا۔

بی بی نے فرمایا۔ مغربین کے وقت بچے نے ایسے الفاظ کہے کہ میری چھینٹیں کل گئیں۔

فرمایا۔ بابا بچے نے کہا کہ لتاں میں تیرا وہ بیٹا ہوں جس کی لاش کو پامال کیا جائے گا۔

رسولؐ نے فرمایا۔ بیٹی تیرے حسینؑ کے نازک بدن پر گھوڑے دوڑائے جائیں گے۔
عزادارو۔

اس وقت بی بیؑ نے کہا۔ بابا آپؑ ہوں گے، اُس وقت؟ کہا: بابا علیؑ ہوں
گے؟ فرمایا۔ وہ بھی نہیں ہوں گے۔ کہا۔ کیا میں زہراؑ ہوں گی؟ فرمایا۔ تو بھی نہیں ہو
گی۔ کہا۔ بابا پھر میرے بیٹے کی لاش پہ روئے گا کون؟
فرمایا۔

اللہ ایک قوم پیدا کرے گا جو قیامت تک ہمارے گمراہی کے غم میں روئے گی۔ اُس
وقت بی بیؑ نے فرمایا۔

بابا تیری نبوت کی قسم!

قیامت والے دن پہلے انھیں جنت میں بھیجوں گی بعد میں جاؤں گی۔

وَمِيعْلَمِ الذِّیْنَ ظَلَمُوا اِیَّیْ مُتَقَلَّبٌ یَّتَقَلَّبُوْنَ۔

پانچویں مجلس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ ہود آیت نمبر ۷

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ، سورہ ہود کی آیت نمبر سات تلاوت کی ہے
جس میں خلاقِ دو عالم ارشاد فرما رہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي۔ اور وہ وہ ہے۔

جس ”وہ“ کا کمال ہی سبحان ہو اُسے اللہ کہتے ہیں۔

اور وہ وہ ہے۔ کیسا وہ ہے ؟

اُس نے ہم تک کون سا کمال پہنچایا ؟

فرمایا: وَهُوَ الَّذِي۔ اور وہ وہ ہے۔

دیکھیں !

ابھی ایک بچے نے مجھے ایک چٹ دی ہے، جس میں دوڑ ہے کہ علی علیہ السلام اللہ
کے کام کیوں کرتا ہے۔؟ اسے میں یہ کہتا ہوں کہ علیؑ سے اللہ کام کیوں کرواتا ہے۔

میرے بھائیو۔۔ اللہ ایک دعویٰ ہے، دعویٰ بھی اس نے خود نہیں کیا، انھوں نے کیا

ہے اللہ کا اللہ ہونے کا دعویٰ کہ اللہ ہے، اللہ نے خود نہیں کہا کہ اللہ ہے۔ یہ کمال ہے
ان چودہ (مضمونین) کا کہ انھوں نے مالین کو بتایا ہے کہ اللہ ہے۔
خدا کی قسم !

انہوں نے اللہ کا نام بھی رکھا ہے۔

توجہ۔۔۔ ارے، اللہ اپنا نام خود وضع ہی نہیں کر سکتا۔ جو اپنا نام نہیں بنا سکتا، اپنا کمال
کیسے بتائے۔ جب اللہ نے ان چودہ (مضمونین) کو بتایا نہیں اختراع کیا۔ اختراع
کی اصل کچھ ہوتی ہے ظہور کچھ ہوتا ہے، چودہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے نور کو
اپنے نور سے اختراع کیا۔

توجہ۔۔۔ اب جب میں نے تحقیق کی کہ اختراع کیا ہے تو تحقیق کرتے کرتے مجھے یہ
ملا کہ پانی اختراع ہے۔ یہ پانی کسی حقیقت سے اختراع ہوا ہے، پانی خود پانی نہیں بنا
۔ اس سے پیچھے دو گیسوں ہیں۔

(۱)۔ ہائیڈروجن (۲)۔ آکسیجن

جب یہ دو ملتی ہیں تو پانی اختراع ہوتا ہے۔

توجہ :

پانی اپنے باطن کا ظاہر ہے، یہ کمال ہے بنانے والے کا کہ گیسوں سے پانی بنایا۔ اب
جو سوال آیا تھا کہ علیؑ سے اللہ کام کیوں کر داتا ہے؟ بھئی۔ گیسیں پیاس نہیں بجھاتی،
سیراب اختراع کرتی ہے، اللہ بچک اللہ ہے مگر عالمین کو رزق علی علیہ السلام دیتے
ہیں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

مولا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

و ابتداء من نوره واشتق من جلاله واختارعه
من عظمتہ۔

عظمت سے اختراع کیا۔ کیا مطلب ہوا۔؟ جیسے وہ عظیم ہے ذات میں، یہ عظیم ہیں
وجود میں۔

بابا۔۔۔ یہ عظیم ہیں وجود میں۔ وہ عظیم ہے ذات میں، وہ ذات میں عظیم ہے اس لئے
اس کی عبادت ہے، یہ وجود میں عظیم ہیں اس لئے تعظیم ہے، اللہ کی عبادت ہے، آل محمد
کی تعظیم ہے اس لئے اللہ کی عبادت کا معیار رسولؐ بنائے گا۔ ان کی تعظیم کا معیار خدا
بنائے گا۔ عبادت کا معیار رسولؐ بنانا ہے، رسولؐ ہی عبادت کرتا ہے اللہ عبادت نہیں
کرتا، اللہ تعظیم کرتا ہے، عبادت نہیں کرتا۔

میرے بھائی۔

عبادت کا معیار رسولؐ بنانا ہے یہ عبادت کا معیار تھا کہ معبود نے کہا۔ اے حبیب!
عبادت کم کر دے۔

معلوم ہوا کہ اگر عبادت معیار سے بڑھ گئی ہے تو ٹینٹس برابر رکھو۔ میں ہاتھ باندھ کر
کہتا ہوں۔ اے اللہ! کرنے دے عبادت رسولؐ کو تو عبادتوں سے تھوڑی معبود بن
ہے؟ پلٹ کے جواب آتا ہے کہ بیشک میں عبادتوں سے معبود نہیں بننا۔ آخر اس کی
جزا بھی تو دینی ہے۔ جزا میں کیا دوں گا۔

توجہ۔۔!

اگر یہ تین دن کی روٹیاں دے دیں، تو تین آیتیں تھوڑی جزا بنتی ہیں۔
دیکھئے۔ انھوں نے روٹیاں دیں تو آیتیں آئیں اللہ کیا کہا۔؟

ان ہذا کات لکم جزاء۔ (سورہ دھر، آیت ۲۲) یہ ”جزا“ کے آخر میں جو دو زبیریں ہیں۔ یہ تعوینِ ثقلیل کی ہے۔

اے آلِ محمد! یہ تمہیں آتیں، سورہ دھران روٹیوں کی ثقلیل ہی جزا ہے و کات معیکم مشکوراً۔ کھل شکر یہ سے کہا ہے۔

توجہ: عبادت کا معیار رسولؐ ملتا ہے، ان کی تعظیم کا معیار اللہ ملتا ہے۔

بس۔ عبادت و تعظیم مسجد نبویؐ میں اکٹھی ہو گئی، رسولؐ ہیں جدے میں برشت پہ آگیا حسینؑ، عبادت کے سارے معیار بلند، مقام مسجد نبویؐ، سجدہ کرنے والا رسولؐ، جزو نماز سجدہ، سارے عمل کمال پر۔ رسولؐ پورے طریقے سے سات اعضاء کو زمین پر رکھے ہوئے ہے عبادت کر رہا ہے، حسینؑ آ کے صرف بیٹھا ہے، جس کا بیٹھنا عبادت یوحادے۔ اس کا سجدہ کیا ہوگا۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ۔۔۔

امام حسینؑ کیسے بیٹھے ہیں؟ نانے کی پشت پہ بیٹھا۔ اب یہاں ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہاں جبرائیلؑ آیا۔ حالانکہ دونوں مصوموں کے درمیان میں جبرائیلؑ کا تصویری نہیں ہے اس لئے اگر دو مصوموں کی رہنمائی جبرائیلؑ کرے تو پھر نہ ختم نبوت ربی، نہ امامت ربی۔

توجہ۔۔۔ حسین علیہ السلام آ کر کہاں بیٹھے؟

پیشِ رسولؐ پر۔ اب علماء بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے اپنے عدل کے ترازو میں ایک طرف نماز کو رکھا، ایک طرف حسینؑ کو رکھا۔ اب جو وزن کیا تو حسینؑ وزنی نظر آیا۔ حسینؑ اتنا وزنی نظر آیا کہ کمال تک پہنچ گیا۔

میرے بھائیو!۔

یہ حسین کا وزن تھا کہ رسول کا سر نہیں اٹھ سکا۔ اب علماء نے بیان کیا ہے کہ جبرائیل نے آکر کہا۔ اللہ کہہ رہا ہے کہ جب تک حسین نہ اتریں اس وقت تک جدے سے سر نہیں اٹھاتا۔

نہیں۔۔۔ کیا رسول کا علم نہیں ہے کہ حسین کا ہے؟ رسول باہتبار رسول جدے میں بحیثیت مثل بشر جدے میں نہیں ہے۔ جس کی بھٹ پہ نی آکر بیٹھے تو نبوت نہ رہے۔ وہاں حسین جلوہ لگن ہے، اللہ جانے امامت کیا مقام رکھتی ہے۔
توجہ: کہا اب جب تک حسین بیچارہ ہے عبادت بڑھادو۔

اب میں ایک سوال کرتا ہوں کہ بھئی رسول کا اپنا سجدہ خدا جانے کس معیار کا ہو گا۔ اب جو حسین نے گنا شروع کیا وہ کون سا کمال رہ گیا تھا جو حسین سے پورا ہوا؟
رسول سجدے میں کہہ رہا ہے

مَسْبُوحَاتِ رَبِّیْ اِلَا عَلٰی وَ بِحَمْدِہٖ ۔

حسین کہتا ہے۔ ماما ایک دیکھئے۔ ماما پڑھ رہا ہے تسبیح تو حید اور حسین کہتا ہے ماما ایک۔ رسول پھر پڑھتے ہیں، حسین کہتے ہیں دو۔

دنیا والو۔۔!

حسین نے 70 پر پہنچ کر عترت اور سنت کا فرق بتایا، نماز سنت ہے، حسین عترت ہے، 70 مرتبہ اس سنت کو پڑھو اس کے حسین نے یہ بتایا کہ اے دنیا والو۔ سنت عترت سے 70 گنا بھلی ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

بس۔۔ اس لئے تعظیم ہے، اللہ کی عبادت ہے اس لئے اللہ نے تعظیم پہلے کروائی اور

عبادت بعد میں شروع ہوئی۔ اللہ کی عبادت کرنا تعظیم ہے، ان کی تعظیم کرنا عبادت ہے۔ (نعرہ حیدری)

یہاں دو باتیں ہو گئیں تعظیم بھی۔ عبادت بھی۔ لہذا جو بھی علی علیہ السلام کا چہرہ تعظیم سے دیکھے گا اس کی عبادت ہوگی۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ۔!

اللہ نے ان چودہ (معصومین) کو اپنا اسم بنا کے اس دنیا میں بھیج دیا۔ قرآن کی آیت ہے **لِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی**۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۸۰)

اللہ کے لئے اسمائے حسنیٰ ہیں

معصوم نے فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحُسْنٰی** اللہ کے اسماء حسنیٰ ہیں
توجہ: عزیزان کرامی!

یہ جو اللہ نے اسماء بنائے ہیں یہ نام ہیں، نام مسمیٰ کے غیر ہوتے ہیں۔ نام ذات میں شریک نہیں ہے، نام ذات کا جزو نہیں ہے۔

نام ہوتا کیوں ہے؟ پہچان کے لئے۔

بھئی۔۔۔ آل محمد پہچان ہیں تو حید کی۔ نام کیا کام کرتا ہے۔ پہچان کراتا ہے۔

اسم میں حالتیں ہوتی ہیں لیکن اللہ ایسا مسمیٰ ہے جہاں حالتیں نہیں ہیں، اس کی جتنی حالتیں ہیں وہ اس اسم سے ظاہر ہوئیں۔

اچھا۔۔۔ اسم کی کتنی حالتیں ہوتی ہیں؟

اسم کی پانچ حالتیں ہوتی ہیں۔

(۱)۔ فاعلی حالت جیسے۔ اللہ خالق ہے، رازق ہے۔

(۲)۔ مفعولی حالت جیسے اللہ معبود ہے، محمود ہے، محمود ہے۔

توجہ۔!

یہ مفعولی حالت ہے کہ وہ محمود ہے یعنی جس کی کوئی حمد کرے، اللہ خود اپنی حمد کرے تو حامد ہے، محمود اسم کی مفعولی حالت ہے۔ وہ محمود ہی نہیں ہو سکتا، اگر حمد کرنے والے نہ ہوں۔ وہ محمود کیسے کہلوا یا؟ ان کی وجہ سے کہلوا یا۔ اگر وہ جب عیسے ہے، جب سے محمود ہے تو پھر جب سے ہے تب سے آل محمد ہیں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ!

جبار۔ تمہارے ہر وزن فاعل، یہ پیٹے کو بھی ظاہر کرتا ہے خیاط۔
جبرائیل نے آکے کہا تھا؟ انا خیاط الحسین۔

توجہ:

جس طرح خیاط فاعل کا وزن پیٹے کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح قرار بھی پیشہ ہے۔ قرار بھی پیشہ ہے، معلوم ہوا کہ خیر میں علی علیہ السلام پہلی مرتبہ قرار نہیں بنا۔۔۔ (نعرہ حیدری)
خیر!

(۳)۔ فعلی حالت۔

بھئی۔ اللہ کے نام کی فعلی حالت کس سے ظاہر ہوگی؟ اسم سے۔ اب واجب ہے اللہ کے لئے کہ وہ علی علیہ السلام کو اپنے نام سے مشتق کرے۔ اسی لئے اللہ بھی علی ہے علی "بھی علی ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ ذات میں علی ہے۔ یہ اسم میں علی۔"

توجہ۔۔۔ اللہ اللہ ہے۔ کیا ہے وہ؟ اس کا کمال فعلی ذات میں ہے۔ اس کا ذات کمال فعلی اسم۔

کیا کہا۔۔۔ فرمایا۔ میرے حبیب! وہ وقت یاد کرو جب تیرے رب نے عہد لیا۔
 مولاعلیٰؑ نے فرمایا۔ عہد لینے والا میں تھا۔

توجہ۔۔۔ عہد کیسے لیا گیا؟

مولاعلیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حبیب آدمؑ پر ہاتھ پھیرا تو قیامت ٹکڑے آنے والی اولاد آدمؑ و نوحؑ کی شکل میں یعنی چھوٹی کی شکل میں کل اولاد آدمؑ میدان میں سامنے کھڑی ہو گئی۔ مولاعلیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میرے اس ہاتھ پھیرنے کا اثر یہ تھا کہ ان کو عقل و فہم و معرفت عطا ہو گئی۔

ارے: جس کے ہاتھ سے دنیا کو عرفان پہلے اُسے علیؑ کہتے ہیں۔ (نعرہ حیدری)
 مولاعلیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اسی عالمین کی مخلوق سے عہد لینے والا میں علیؑ ہوں۔۔۔ (نعرہ حیدری)
 عہد کیا لیا؟

اب عہد لیتا تھا اللہ کی رُبوبیت کا۔ محمدؐ کی نبوت کا۔ بارہ کی امامت کا۔
 توجہ۔ اب کیسے لے لیا اللہ عہد؟

بھئی۔۔۔ عہد لیا جائے گا لفظوں سے، تو پھر اللہ کی فعلی حالت کس کو ملے گی؟
 اسم کو۔۔۔ اسم بھی علیؑ ہے۔

دُنیا والو۔!

آبِ علیؑ نے تمام عالمین سے عہد لیا یہ کہہ کر المست بریکم (سورہ اعراف، ۱۷۲)
 کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ علیؑ نے عہد لیا۔ تیرہ نے کہا بلسی۔ تیرہ نے یہ
 نہیں کہا کہ علیؑ نے شرک کیا۔ بھئی۔ اللہ لفظوں سے نہیں کہہ سکتا۔ کون کہہ رہا ہے اللہ

کی طرف سے؟ مولا علیؑ فرمایا اللہت بریکم۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟
 قالو بلی۔ انہوں نے کہا، بیک

فرمایا و محمد نبیکم۔ محمد تمہارے نبی ہیں۔

و علی و اولادہ المعصومین ائمتکم۔

مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جنہوں نے اس دن مانا ہے وہ ہمیں یہاں بھی جانے
 گا۔ جنہوں نے وہاں نہیں مانا وہ یہاں بھی نہیں مانیں گے۔

توجہ۔۔۔

جنہوں نے وہاں مانا، اقرار کیا، وہ یہاں اقرار کریں گے، جنہوں نے وہاں انکار کیا وہ
 یہاں انکار کریں گے۔ مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اب اللہ نے ان کے اقرار
 کے مقابلے میں جنت بنائی اور انکار کے مقابلے میں جہنم بنائی۔۔۔ (نعرہ حیدری)
 بھی۔۔۔

اقرار کے مقابلے میں جنت بنی، انکار کے مقابلے میں جہنم بنی۔

رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

یا علیؑ!

اگر ساری دنیا تیری محبت یہ جمع ہو جاتی میں جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب

بس عزادارو!

مصائب میں اس طرح پڑھوں گا کہ آواز آئی ان کے خیام کو آگ لگا دو اس لئے کہ

اب ان کوئی بھانے والا نہیں ہے۔

جب امامؑ کی شہادت ہو گئی تو انھوں نے خیام کو آگ لگانے کے لئے ارادہ کیا،
عمر ابن سعد نے ایک شخص کو بلایا اور کہا:

ان کے خیام کو آگ لگا دو اس لئے کہ اب ان کا کوئی آگ بھانے والا نہیں رہا۔
عزادارو۔۔ وہ ملعون کہتا ہے کہ ہمیں نے بیس آدمی لئے ان کو آگ دی اور کہا کہ
چاروں طرف آگ لگا دو۔

عزادارو جب آگ لگی تو یہ ملعون کہتا ہے کہ میں کھڑا ہوں، میرے سامنے سے کناٹ
جو جل کے گری جو نمی میں اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چار سال کی بچی ہے
وہ ایک خیمے سے نکل کے جب دوسرے خیمے کی طرف جانے لگی تو اس کے کانوں میں
میں نے قیمتی دُر دیکھے۔ ایسے دُر میں نے کبھی دیکھے نہیں تھے۔ میں نے وہ دُر اُتارنے
شروع کئے لیکن اتنی گہری گرہیں لگی ہوئی تھیں کہ مجھے کافی دیر لگی، جب دیر لگی تو میں
نے دیکھا کہ لوگ بھاگتے ہوئے آرہے ہیں۔ خیال آیا کہ کہیں دُر وہ اُتار کے نہ لے
جائیں۔ اب دُر میں نے اُتارے نہیں بلکہ اس زور سے اُن دُروں کو کھینچا کہ سیکندہؑ
ترپتی رہ گئی اور رو کر کہا۔۔ یا عباس! یا عباس!

چچا عباسؑ۔ میرے دُر اُتارے نہیں گئے۔ کھینچے گئے ہیں۔

وَمَسِيعَلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اِيْ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ -

چھٹی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ ہود آیت نمبر

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ سورہ ہود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے جس
میں خالقِ دو عالم ارشاد فرما رہا ہے۔
وہو الذی۔ اور وہ وہ ہے۔

اور وہ وہ ہے۔ اب یہ جو سوال آیا ہے کہ آلِ محمدؐ سے کیسے کلام کرتا ہے؟
دیکھئے۔ اتفاق سے یہ سوالات نمبر ہی پڑ آتے ہیں۔

بہر حال۔۔۔! میرے بھائیو۔ اللہ خود کلام نہیں کر سکتا۔ مولا علی علیہ السلام بیان
فرماتے ہیں۔

ہو یقول لا بلفظ۔

اللہ کہتا ہے مگر لفظوں کے ساتھ نہیں۔ وہاں آواز بھی نہیں، نداء بھی نہیں، کہتا بھی ہے مگر
لفظوں کے ساتھ نہیں۔

دیکھیں۔۔۔ لفظ بنتے ہیں آواز سے، آواز پیدا ہوتی ہے زبان سے چونکہ کلام کا ذریعہ

زبان ہوتی ہے۔ جس سے کلام پیدا ہوتی ہے وہ زبان ہے۔ وہ چاہے تو جس سے پیدا فرما دے کلام لیکن وہ کلام جو بنے گی وہ کلام اس شیء کی ہوگی۔ وہ کلام اللہ نہیں ہوگی۔ کلام اللہ کب ہوگی ؟

چونکہ کلام کا تعلق زبان سے ہوتا ہے، زبان کا تعلق وجود سے ہوتا ہے، یعنی کوئی ایسا صاحب وجود ہونا ضروری ہے جو صاحب وجود اپنی زبان مبارک سے ایسے الفاظ بیان کرے۔ دیکھئے۔۔۔ دو چیزیں ہوتی ہیں

(۱)۔ الفاظ (۲)۔ کلام

الفاظ کو قول کہتے ہیں۔ کلام کو علم کہتے ہیں۔ دیکھئے :

میں نے پرسوں بھی عرض کیا کہ جتنی کتابیں آئی ہیں وہ لکھی ہوئی آتی ہیں۔ اسی لئے لکھی ہوئی کتاب۔ کتاب اللہ ہوتی ہے اور علم کا چوتھا درجہ ہوتی ہے۔ دیکھئے چار درجے ہوتے ہیں۔

(۱)۔ حقیقی (۲)۔ ملفوظی

(۳)۔ وحی (۴)۔ مکتوبی

لکھی ہوئی کتاب علم کا پست ترین درجہ ہے۔ لہذا انبیاءؑ کے پاس اعلیٰ ترین علم نہیں۔ پست ترین علم ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کو کتابیں ملی ہیں۔ انبیاءؑ کو اللہ لکھ نہیں سکتا۔ جبرائیلؑ کا کام نہیں ہے، ابھی نبیوں کو کتاب دی جا رہی ہے، نبی بھی نہیں لکھیں گے پھر کون لکھے گا۔ کتابیں ؟

اللہ کا کام کتابیں لکھنا نہیں ہے۔ اللہ کتابیں نہیں لکھے گا۔ یہ کتابیں کس نے لکھی

ہیں۔؟ جو بھی اللہ کی کتاب کو لکھنے والا ہو گا وہ پہلے اس آئین کو جانتا ہو گا اگر وہ جانتا ہی نہیں ہے تو لکھے گا کیسے اب اس آئین کو جاننے کے لئے ہم ڈھونڈیں کہ وہ کون سا انسان ہے کامل جو ان کتابوں کو لکھ سکتا ہے ؟

نبیوں کو تو دی جائے گی کتاب، نبی تو نہیں لکھیں گے، اللہ نے لکھا نہیں، جبرائیل کا کام نہیں پھر کوئی تو اللہ ایسے بتائے جو انبیاء کے بھی رہبر ہوں۔ ان کتابوں کو لکھنے والے کا نام علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)
توجہ۔۔۔ جو کتابیں لکھی ہوئی آتی ہیں ان کو کون لکھنے والا ہے؟ جناب علی علیہ السلام۔
اب رہ گیا قرآن۔ قرآن کتاب اللہ بھی ہے۔ کلام اللہ بھی ہے۔
بھئی !

دنیا مجھے بتائے کہ اللہ کلام نہیں کر سکتا تو کلام اللہ بن کیسے گیا۔ اس لئے قرآن کو کلام اللہ بھی کہتے ہیں۔ کتاب اللہ بھی کہتے ہیں۔ پھر وہ کون سی ذات ہے جس نے بیک وقت اس قرآن کو کلام اللہ بھی بتایا۔ کتاب اللہ بھی بتایا۔

بھئی۔۔۔ زبان ایک ہے کلام دو ہیں۔ اب اللہ نے رسولؐ کو اپنا علم جو اس کی صین ذات ہے۔

اللہ کی ذات کیا ہے؟

عین علم۔ علم کیا ہے؟ علم ذات ہے، صفت نہیں ہے، اگر اسے صفت کہلائیں تو اللہ موصوف کہلائے گا۔ صفت و موصوف ملیں تو وہ مرکب ہو جاتا ہے، جو مرکب ہو وہ اللہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ نہ صفت ہے، نہ موصوف ہے لہذا اللہ کا جو علم ہے وہ عین ذات ہے۔ جب عین ذات ہے تو وہاں کلام اللہ، کلام اللہ صفت ہے لہذا اللہ خود کلام نہیں

کرے گا۔ چونکہ وہ تو ذات ہے اس کی ذات کا جو کلام ہے وہ کلام کیسے بنے گا۔ اس لئے اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اپنا وہی اپنا علم آگے ایک وجود کو دے۔ ایک ذات کو دے۔ تو اب اللہ نے وہ اپنا علم کسی کو دیا۔؟

ذات مصطفیٰ کو اپنا علم دیا، صرف علم ہی نہیں بلکہ اپنے علم کو جب ظاہر کیا تو مصطفیٰ بن گیا۔ جب اللہ نے اپنے علم کو وجود دیا۔ جب اللہ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے ذات کو وجود دے کے ظاہر کیا تو مصطفیٰ بن گیا۔

توجہ۔۔۔

یہ ذات ایک نہیں بلکہ چودہ مل کے ایک ہیں مگر فرق کیا ہوا۔؟ وہ اُحد ہو گیا، یہ واحد ہو گئے۔ دیکھئے۔ وہ بھی واحد ہے لیکن واحد ہو کے اُحد ہے۔ مولا علی علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ مولاً! کیا اللہ واحد ہے؟

فرمایا۔ ہاں واحد ہے، مگر بغیر کتنی کے ایک ہے۔

اب کیا معلوم ہوا۔؟

اللہ سے کتنی نہیں شروع ہوتی۔ اللہ ایک ہے مگر بغیر کتنی کے ایک ہے، اللہ تو واحد ہے، اب ضروری ہو گیا اللہ کے لیے کہ ایک ایسا بتائے جو وہو کے ایک ہو۔ اب کہا انا وعلی من نور واحد۔ اب جو کتنی شروع ہوگی تو آل محمد سے شروع ہوگی۔ اب حساب و کتاب کا تعلق آل محمد سے ہوگا اللہ سے نہیں،

اللہ مالک یوم الدین ہوگا یہ حاکم یوم الدین ہوں گے۔ (نورہ حیدری) میرے بھائی۔۔۔

اللہ مالک یوم الدین ہے۔ یہ حاکم یوم الدین ہیں وہاں فیصلے عالمین کے اللہ نہیں

کرے گا۔ یہ کریں گے فرمایا یا علی انت قسمیم النار والجنہ
 بابا: جنہیں مولا علی علیہ السلام بھیجیں گے جنت میں جزاء بھیجیں گے اور جنہیں جہنم
 بھیجیں گے تو سزا بھیجیں گے۔ حاکم یوم الدین وہی ہوگا جو جزاء اور سزا دے
 گا۔ اب اگر علی علیہ السلام کو مانتے ہو تو جنت ملے گی ورنہ نہیں۔۔۔ (نعرہ حیدری)
 توجہ !

اللہ اُحد ہے ذات میں، واحد ہے صفات میں، اس کی احدیت کا نام حجابِ عزت
 انا نیت ہے۔
 دیکھئے۔۔۔ !
 انا نیت کے معنی ہے نہیں۔

توجہ۔۔۔ وہ اُحد ہے ذات میں اور واحد ہے صفات میں وہ واحدیت ان چودہ کی
 واحدیت سے پہچانی جائے گی، اس لئے اللہ نے ان کو ایک وقت چودہ بھی بنایا اور
 ایک بھی، یہ سٹ جائیں تو محمدؐ ہیں۔ پھیل جائیں تو چودہؑ ہیں۔ چودہؑ کثرت
 ہے، ایک قلت ہے۔ ان چودہ کی کثرت اس کی وحدت ہے۔ اس کی وحدت کی
 دلیل چودہؑ ہیں۔ عالمین کی کثرت کی دلیل ان کا محمدؐ ہونا ہے۔
 توجہ :

ان چودہؑ کی علت وہ ہے، عالمین کی علت یہ ہیں۔ جب تک چودہؑ (معصومین) ہیں
 عالمین ہیں۔ جب اللہ ہے چودہؑ ہیں۔
 دنیا والو۔۔۔ !

عالمین اللہ کی وجہ سے نہیں چودہؑ کی وجہ سے ہیں۔ یہ جو عالمین باقی ہیں تو چودہؑ کی وجہ

سے باقی ہیں۔ امام زمانہؑ کی وجہ سے باقی ہیں۔ اور چودہ اللہ کی وجہ سے باقی ہیں لہذا
فناء عالمین کو ہوگی۔ چودہ کو نہیں اس لئے فرمایا۔

یومئذ عوکل انا نبی با ما مہم۔

ہر ایک کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

بھئی !

اگر امام ہی فنا ہو گیا۔ اگر امام ہی فناء ہو جائے تو پھر کس کے نام پہ پکارے گا۔

دیکھئے۔۔۔ حشر بھی امامؑ کے نام پر ہوگا اور حاشر بھی امام ہوگا اب جو قیامت برپا

کرے گا اسی کو علی علیہ السلام کہتے ہیں۔۔۔ (نعرہ حیدری)

خیر۔۔۔! تو ہر ایک کو اس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔

کیا مطلب ؟

آگے امامؑ ہوگا، پیچھے اُس کے ماننے والے ہوں گے، اب جنھوں نے جس جس

عقیدے کو مان کے دنیا چھوڑی ہے، وہ اسی عقیدے والے امام کے پیچھے جائے

گا۔ جس جس کو امام مان کے مرا ہے اسی امام کے پیچھے اٹھے گا۔ جب اٹھے گا تو اسی

کے پیچھے چلے گا جب چلے گا تو فرشتوں کو ثواب و عذاب دینے میں آسانی جائے

گی۔ وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ پیچھے کون ہے بلکہ وہ یہ دیکھیں گے کہ آگے کون

ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ہاں !

اس لئے اللہ کی ہر صفت، ہر کمال ذات مصطفیٰؐ سے معلوم ہوگا۔ اب یہ ذاتِ پاک اپنی

زبان مبارک میں دو کمال رکھتی ہے۔

(۱) کلام کا اجراء (۲) کلام کا مضمون

دو چیزیں سرکارِ دو عالمؐ میں آئیں گی، پہلی چیز وہ کہ جسے جاری کرنا دوسری چیز وہ کہ جسے قول بنا کے ظاہر کرنا، یہ جو علم الہی رسولؐ کو ملتا ہے، جب یہ زبان رسالتؐ پر جاری ہوتا ہے۔ اسکو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ کیا تصور ہے۔ جہاں رسولؐ اس کے کلام کو اپنی زبان پہ اجراء کرتا ہے، ہمارے سامنے تو قرآن بن کے باہر آئے گا، وہ تو کتاب اللہ ہے۔ کلام اللہ کس صورت میں بنا؟ کلام اللہ بنا اس علم کی بناء پر جس علم سے یہ کتاب اللہ کا اجراء ہوا ہے۔

بھئی۔۔۔ رسولؐ کی زبان پر جو پہلا علم ہے وہ اللہ کا ہے۔ اس لئے رسولؐ کی زبان لسان اللہ ہے۔ تو جب وہ علم اس پہ اجراء ہوتا ہے۔

اجراء کیا ہے؟

ارادے سے جاری کرنا۔ جب ارادے سے جاری کرے گا تو کلام اللہ بن جائے گا۔ جب قول کی صورت میں ظاہر کرے گا تو کتاب اللہ ہو جائے گا۔ اب اس میں دو کمال ہو گئے، یہ کلام اللہ بھی، کتاب اللہ بھی کلام اللہ بھی رسولؐ سے ملا۔ کتاب اللہ بھی رسولؐ نے بتایا کہ لوگو یہ صرف کتاب اللہ نہیں کلام اللہ بھی ہے۔

کون بتائے گا؟

رسولؐ۔۔۔ کس وجہ سے بتائے؟

اس لئے کہ اس کی زبان پر وہ علم الہی ہے جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا۔ جو ان کو اجراء ہوا۔ اس علم کو رسولؐ نے ارادہ الہی سے جاری کیا۔ مشیت الہی سے جاری کیا۔

کیا بن گیا۔؟

کلام اللہ۔۔۔ جب قول کی صورت میں زبان سے بول دیا، کتاب اللہ بن گیا، اب یہ

قرآن کتاب اللہ بھی ہے، کلام اللہ بھی ہے۔ اب کلام اور کتاب میں فرق یہ ہے کہ کلام اللہ قضاء ہے، قضاء سے مراد فیصلہ ہے۔ کلام اللہ فیصلہ ہے۔ اب یہ کلام اللہ جس محل میں آئے گا وہ کیا ہوگا؟ قلم قدرتِ عالمی جو یہ لکھ دے۔ کلام اللہ کا محل کون ہوگا؟ دیکھتے۔۔۔ جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ محل ہے، جگہ ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں رسالت محل دیکھ سکے گا ہوں۔

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔ (سورہ انعام، آیت ۲۳)

اللہ جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کس محل میں رکھی ہے۔

محل ہے وجودِ غیر۔ معلوم ہوا کہ رسالت محل کو دیکھ کے ملتی ہے، رسالت کی وجہ سے محل نہیں ملتا۔ بہر حال کلام اللہ مقامِ امر ہے اور مقامِ امر میں رسول کا مقام کیا ہے؟ اولی الامر کا مقام کیا ہے؟

پوچھا گیا۔ مولانا اولی الامر کسے کہتے ہیں؟

فرمایا الا کام هو الامر بین الکاف والنون۔ ”ک“ اور ”ن“ جب ملیں تو ”کن“ بنتا ہے۔

فرمایا: اس ”کن“ میں جو ”ہو جا“ ہے اسے امام کہتے ہیں۔

اسی لئے امام نے قالین پہنی ہوئی تصویر پہ دیکھا، غلام کے آگے سے پلیٹ اٹھائی۔

دیکھئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ امام کے آگے سے پلیٹ اٹھوائی، یہ غلط ہے اس لئے امام پر

جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ امام کے آگے سے نہیں بلکہ امام کے غلام کے آگے سے پلیٹ

اٹھائی، دوسری اٹھائی یہاں تک کہ جب تیسری اٹھائی تو غلام نے امام کو دیکھا اور امام

نے تصویر کو دیکھا۔

بھئی۔!

امامؑ نے قالین پر دھاگوں سے بنی ہوئی تصویر کو دیکھا اس تصویر سے امامؑ نے فرمایا :
 ٹخن اسدا۔ شیر ہوجا۔

دنیا والوں سے نہیں کہتا ہوں کہ اس تصویر کے کون سے کان تھے۔ جس نے امامؑ کی
 آوازی سنی معلوم ہوا کہ اگر کان نہیں بھی، امامؑ جسے سنوانا چاہے اُسے امامؑ منواسکا
 ہے، اب آپ کو معلوم ہے کہ وہ قالین کی تصویر شیر بن گئی۔ جب شیر بن گئی تو وہ شیر اُسی
 شعبدہ باز کو کھا گیا۔ اب کھا کے متوکل کی طرف بڑھا تو متوکل نے کہا : سرکار! مجھے
 معاف کر دیں۔

اب میرے امامؑ نے کھڑے ہوئے شیر سے فرمایا:

ارجع الی شکل الاصل۔ پھر تصویر بن جا۔

اب پوچھا گیا: مولا! یہ بنانا کیا تھا؟ اور یہ پلٹانا کیا ہے؟

فرمایا: یہ بنانا خلق ہے، پلٹانا امر ہے۔

اب متوکل نے کہا: سرکار! اس آدمی کو زندہ کر دیں جس کو شیر کھا گیا۔

فرمایا: اگر عصاءِ موسیٰؑ نے اُگلا ہوتا تو ہم بھی اگلا دیتے۔

بھئی۔!

یہ نہ اگلتا اس بات کی دلیل ہے جو دشمن امامؑ ہے اس کا جنازہ ہی نہیں

ہے۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توبہ جو کلام اللہ ہے یہ مقام امر ہے۔ مقام قضاء ہے، فیصلہ ہے۔

فیصلہ کون کرے گا اللہ کا؟

جو مقام امر پر فائز ہے، مقام قضاء پر فائز ہے۔ وہ کون ہے ؟

یہی تو ہیں۔ مقام امر اور مقام قضاء کا مکمل کیا ہوگا ؟

مکمل ہے قلم قدرت الہی۔ ارشاد ہوتا ہے **وَالْقَلَمُ وَمَا يَسْطُرُ**
وَنَـ۔ (سورہ قلم، آیت ۱)

نوں رسولؐ ہیں اور قلم علیؑ ہیں۔

توجہ : اب اس کا دوسرا مکمل کیا ہے ؟

مکمل ہے لوح محفوظ۔

لوح محفوظ کون ہے ؟

رسولؐ۔ یہ ہے کلام اللہ کے حوالے مگر کتاب اللہ کے حوالے کیا ہے ؟

کتاب اللہ کیا ہے ؟ کتاب اللہ ہے مقام خلق۔ جب کتاب اللہ مقام خلق ہے تو پھر

کتاب اللہ کا مکمل کون ہوگا ؟

بھئی !

جب کتاب اللہ مقام خلق ہے تو رسولؐ کیا ہوگا ؟

عین تقدیر۔ قدر مبینی۔

کیا مطلب ہوا ؟ خلق تقدیر کے ماتحت ہوتی ہے۔

رسولؐ اس کتاب اللہ کے حوالے سے کیا ہوگا۔ ؟

قدر مبینی مگر امامؑ کیا بن گیا ؟

اولی الامر۔ اسی لئے خلق تقدیر کے ماتحت ہوتی ہے اور تقدیر اولی الامر کے ماتحت ہوتی

ہے اسی لئے راہب نے کہا : مولاً ! مجھے بیٹے دیں۔

فرمایا: تیری تقدیر میں نہیں ہیں۔ اب اُسے علم تھا کہ تقدیر بولی الامر کے ماتحت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ آیا امام حسینؑ کے پاس کیونکہ یہ تقدیر پر آمر ہیں۔ جو یہ کر دیں وہی تقدیر ہے۔ کہا۔ مولاؑ ان کو چٹا دیں۔

فرمایا۔ اس کی تقدیر میں نہیں ہے۔

کہا۔ اگر تقدیر میں ہوتا تو گھر میں مل جاتا۔

توجہ۔۔۔ میرے امامؑ نے فرمایا: راہب! ایک امامؑ کے ایک میں یہ وزن ہے۔

تقدیر میں پچو پچو بیٹے کے بعد ملتا ہے، مگر ایک میں مل گیا۔۔۔ (نعرہ حیدری) میرے بھائیو۔۔!

جس کی زبان پر اس کا کلام جاری ہو۔ کتاب اللہ بھی اسی زبان پہ جاری ہو اس سے گناہ نہیں ہو سکتا۔ خدا کے لئے۔! انبیاء کو ان چودہؑ (مخصوصین) سے نہ ملائیں۔ وہ ان کے احسبی ہیں۔ اگر ان کے کمال کو سمجھتا ہے تو انھیں اللہ سے ملائیں۔

توجہ۔۔۔ اللہ عادل ہے عادل ہو کے اللہ ہے، اللہ ہو کے قادر ہے، وہ اللہ ہے، یہ امام ہیں۔ وہ عادل ہے یہ معصوم ہیں، اللہ نہ ظلم کرتا ہے نہ کر سکتا ہے۔ وہ اللہ ہو کے مجبور بھی نہیں ہے۔ چودہؑ نہ گناہ رکرتے ہیں، نہ کر سکتے ہیں، مجبور بھی نہیں ہیں، اللہ ظلم کرتا نہیں کہ عادل ہے۔ کر سکتا نہیں کہ اللہ ہے۔ چودہؑ گناہ کرتے نہیں کہ معصوم ہیں، کر سکتے نہیں کہ امامؑ ہیں۔

جو کر نہیں سکے گا اسی زبان پر کلام اللہ جاری ہوگا۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب

بس عزا دارو۔۔۔

شام میں داخلے سے پہلے کہا گیا کہ ابھی قیدیوں کو شہر میں لے کر نہ آنا۔ ابھی بازار سجا نہیں ہے۔

عزا دارو۔۔۔

اللہ جانے کتنی دیر بازار بچتا رہا اور زہرا کی بیٹیاں بازار میں داخل کر دی گئیں۔
امامؑ فرماتے ہیں : میرا سلام ہو۔

اُن بیبیوں پر جن کے سروں سے چادریں نہیں تھیں۔
علماء بیان کرتے ہیں کہ جب بیبیوں کے سروں سے چادریں اُتار لی گئیں اُس وقت بیبیوں نے اپنے بال منہ پڑا ل کے اتنی خاک کر بلا ڈالی کہ بال نظر نہیں آتے تھے۔
پھر امامؑ نے فرمایا۔

میرا سلام ہو اُن بیبیوں پر جن کے ہاتھ بس گردن باندھے گئے۔
کوفہ کے بازار میں بیٹیاں برہنہ اونٹوں پر بٹھا کے جب لائے گئیں تو بیبیوں نے مہرنے سراپے گھٹنوں میں رکھے ہوئے تھے۔ جب جناب زینبؑ کی سواری بازار میں آئی تو ایک اعلان ہوا کہ اے لوگو۔۔۔!

دیکھو۔۔۔ یہ علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہے۔ اُس وقت بی بیؑ نے کہا۔ سجادؑ! اذن الہی کیا ہے۔ میں خطبہ پڑھ سکتی ہوں؟

امامؑ نے فرمایا : بھوی اُمتاں! اذن الہی ہے آپؑ خطبہ پڑھیں۔
بس۔۔۔ خطبہ شروع کیا اور پہلا جملہ یہ کہا۔ اے کوفہ والو۔ خاموش ہو جاؤ۔
عزا دارو۔۔۔۔۔!

جب بی بیؒ نے کہا تا کہ خاموش ہو جاؤ، تو اُس وقت بازار میں جتنے لوگ بھی تھے یہاں تک کہ اونٹوں کے گلوں میں جو گھنٹیاں ہوتی ہیں وہ بھی خاموش ہو گئیں۔

جب خطبہ بلند ہوا تو جناب علیؑ کا ایک صحابی بھی موجود تھا۔ جس کا نام تھا، عبداللہ ابن عقیف جس کی دونوں آنکھیں راہِ خدا میں کام آئی تھیں ایک آنکھ جبِ جل میں کام آئی تھی، اور ایک آنکھ جبِ صفین میں، یہ بازار میں کھڑا ہے، اسے معلوم نہیں تھا کہ بازار میں کون آیا ہے لیکن جب اس نے خطبہ سنا تو بلند آواز سے کہا۔

لوگو! یہ آواز تو علیؑ علیہ السلام کی ہے، کیا علیؑ خطبہ پڑھ رہے ہیں؟

اس کے ساتھ ایک بچی تھی، اس نے کہا۔ بابا! آپ یہاں ٹھہریں میں پوچھ کرتی ہوں۔ عزادارو۔۔۔! بھاگتی ہوئی بچی گئی۔ روتی ہوئی آ کے بابا سے کہا۔ بابا یہ جو خطبہ کی آواز آ رہی ہے یہ علیؑ کی آواز نہیں بلکہ علیؑ علیہ السلام کی بیٹی زینبؑ کی آواز ہے، جن کے سر پر چادر موجود نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پس گردن بندھے ہیں۔

عبداللہ ابن عقیف نے کہا: بیٹی! مجھے اُسی بی بیؒ کے پاس لے کر چل، بچی نے کر چلی۔ جب پہنچے تو عبداللہ نے کہا، بی بی! جناب علیؑ سے حیرا کوئی رشتہ بھی ہے؟

جناب زینبؑ نے فرمایا! عبداللہ! انا زینب بنت علیؑ
ہمیں علیؑ کی بیٹی زینبؑ ہوں۔

اتنا سننا تھا کہ اس کا رخ نجف کی طرف مڑ گیا، رو کر کہا۔ مولا!

میں جو کہتا تھا۔ مجھے آنکھیں دلا دو۔ آپ کہتے تھے نہیں عبداللہ، تجھے آنکھیں نہیں دلائی۔ اُس وقت مجھے دکھ ہوتا تھا، مگر آج معلوم ہوا کہ آپؑ نے مجھے آنکھیں کیوں نہیں دلائیں تاکہ تیری بیٹیوں کو برہنہ سر میں نہ دیکھ سکوں۔

و سيعلم الذين ظلموا اى مقلب يتقلبون

ساتویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ ہود آیت نمبر

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ سورہ ہود کی آیت نمبر ۷ تلاوت کی ہے جس
میں خالقِ دو عالم ارشاد فرما رہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي۔ اور وہ وہ ہے۔

وہ کمال ہے نہ جس کی ابتداء ہے۔ نہ انتہاء ہے۔ وہ ذاتِ سرمدی ہے۔ ازل
ہے۔ ابدی ہے۔ وہ ذاتِ جبِ منوالی اللہ نے تو آب فرماتا ہے۔

خلق السموات والارض۔ اس نے آسمانوں کو پیدا کیا، زمینوں کو پیدا کیا
فی ستۃ ایام۔ چھ دنوں میں۔

اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا چھ دنوں میں جب کہ دن، سورج اور چاند کے ذریعہ
بننے ہیں۔ نہ ابھی سورج بنا، نہ چاند بنا۔

توجہ ہے۔۔۔!

ایک رقعہ آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ شرک کیا ہے ؟

نہیں بنے گا۔ اب اگر اللہ اوپر افلاک بنانا چاہے، وہ تو افلاک کے بھی اوپر ہے، تو پھر افلاک کا مرکز کون بنے گا کیونکہ افلاک مرکز چاہتے ہیں کہ ان کا بھی کوئی قرب اور بعد کا مرکز ہو۔ تاکہ ان کا نام افلاک اٹھا جائے لہذا اللہ تو ان افلاک کا مرکز ہو نہیں سکتا، پھر ضروری ہے اللہ کے لئے، اس نے چونکہ عالمین بنائے ہیں۔ 18,000 عالمین بنائے ہیں اور ان کا نظام قیامت تک چلانا ہے اب اس اللہ کے لئے ضروری ہو گیا کہ وہ واحد ہے لہذا واحد سے سب سے پہلے جو شے صادر ہوگی، ظاہر ہوگی، وجود میں آئے گی، سامنے آئے گی اس کا کوئی واحد ہونا واجب ہے چونکہ وہ واحد ہے لہذا جو بھی پہلا صادر ہوگا اس کے لئے بھی واحد ہونا ضروری ہے لیکن فرق یہ ہوگا کہ وہ ایسا واحد ہے وہاں کتنی نہیں۔ یہ چودہ ہو کہ ایک ہوں۔

کیوں؟

کیوں کہ اب چودہ کی جو کثرت ہوگی اس کی وحدت کی دلیل ہوگی،

توجہ۔۔۔!

اب اللہ جو لا شریک لہ ہے، آل محمد کی وجہ سے۔ اُس کے لا شریک نہ ہونے کی دلیل

کون ہیں؟

آل محمد۔ چودہ شریک ہیں۔

کیا معنی ہوتے۔؟

قول ایک۔ فعل ایک۔ عمل ایک۔ آنکھیں چودہ ہیں نظر ایک۔ کان چودہ ہیں سماعت

ایک ہے۔ زبانیں چودہ ہیں کلام ایک ہے۔ دل چودہ ہیں ارادہ ایک ہے۔ اللہ نے

ان چودہ کو بھی ایک بنایا۔ خود بھی ایک ہے۔

خیر۔۔۔! اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو پیدا کیا، اور زمین کو پیدا کیا۔
 دیکھئے۔۔۔ خود پیدا کرے تو کیفیت ہوتی ہے پیدا کرنا، جب پیدا کرنا کیفیت ہے تو
 اللہ کے ہاں کیفیت نہیں ہے۔ کیفیتوں سے مزا ذات کو اللہ کہتے ہیں۔ پیدا کرنا ایک
 حالت ہے۔ خالق کے معنی ہیں پیدا کرنے والا۔ یہ اس کی فاعلی حالت ہے۔ اگر وہ ہر
 ایک کو خود پیدا کرے تو کتنی حالتیں ہو جائیں گی۔ جب اتنی حالتیں ہو جائیں گی، تو پھر
 وہ اللہ نہیں ہو سکتا۔ یہ چھوٹے چھوٹے کام وہ نہیں کرتا۔

دیکھئے اعلم منطق میں ایک قاعدہ ہے ”قاعدۃ امکان اشرف“
 کیا مطلب ؟

جب خصیص موجود ہوں تو پھر شریف کو ماننا پہلے واجب ہے۔
 اللہ واحد ہے۔ ایسا واحد ہے کہ اس کے اوپر کتنی کا کاطلاق نہیں ہے، ایک ہے مگر بغیر
 شمار کے ایک ہے۔ کتنی اللہ سے شروع نہیں ہوتی۔ آل محمدؐ سے شروع ہوتی ہے، اللہ
 ایک مگر وہ شمار میں نہیں ہے۔ اب قاعدۃ امکان اشرف یہ ہے۔

الواحد لا یصدر عنه الا الواحد

جو خود واحد ہو، واحد حقیقی ہو

کیا اللہ میں جہتیں ہیں؟

وہاں جہتیں نہیں ہیں۔ طرفین نہیں ہیں۔ جہات چھ ہیں۔

(1)۔ اوپر (2)۔ نیچے (3)۔ دائیں

(4)۔ بائیں (5)۔ آگے (6)۔ پیچھے

اللہ کے لئے جہت نہیں ہے، جب اس کے لئے جہتیں نہیں ہیں تو پھر خلق کا مرکز خود تو

توجہ۔۔!

فلنے میں۔ منطق میں اور علم کلام میں ہے کہ اللہ خیر ہے۔ پھر قاعدہ امکان اشرف یہ ہے، الخیر لا یصدر عند الا الخیر۔ چونکہ وہ خیر ہے لہذا اس سے پہلا جو صادر ہوگا وہ خیر ہی ہوگا۔ شر نہیں ہوگا۔ اب شر کون ہوگا ؟

جوان خیر کا دشمن ہے وہی شر ہوگا۔ جوان سے عداوت رکھے گا وہ شر ہے، وہی شر یہ ہے۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

تو اللہ نے ان کو خیر بنا کے ایک بنایا۔

یہ اس اللہ کا کمال ہے کہ اس نے ایک ہو کے چودہ کو ایک بنایا۔ اس لئے چودہ " ہیں واحد الاصل۔

دیکھئے۔۔۔ اللہ واحد الاصل نہیں ہے، اللہ ان کی اصل ہے۔ یہ واحد الاصل ہیں، چودہ ہو کے ایک۔ اب عالمین آگے جتنے بنیں گے، جوشیء بنے گی وہ گل کی گل آل محمدؐ سے بنے گی۔ اللہ سے نہیں۔ جب ازل سے اللہ نے انہیں بنایا دیا ہے تو پھر رسولؐ کے بعد کسی کے بننے کی گنجائش کہاں ہے۔

ان کو اللہ نے کیا بنایا ؟

واحد الاصل

اس واحد الاصل میں مرکز کون ہے ؟

اللہ۔

دیکھئے۔۔۔ عالمین کا مرکز رسولؐ، ان کا مرکز اللہ۔

دیکھئے۔۔۔۔۔ اس بحث کو کہتے ہیں علت و معلول

توجہ :

اللہ ان چودہ کی علت ہے۔ علت کے معنی ہیں بنانے والا۔ یہ چودہ وہ کمال ہیں جنہیں فقط اللہ ہی بنا سکتا ہے اس لئے کہ اللہ ان چودہ کی علت تامہ ہے۔ یہ معلولِ اول ہیں۔ وہ علت تامہ ہے، ناقصہ نہیں،

دیکھئے !

علت تامہ وہ ہوتی ہے کہ جب سے علت ہو، تب سے معلول کا ہونا واجب ہے۔ ہاں۔۔۔ اگر علت موجود ہو اور معلول تھوڑی سی دیر کے بعد بنے تو علت تامہ نہیں رہے گی۔ علت ناقصہ ہو جائے گی۔ لہذا اللہ ان چودہ (محصولین) کا وہ کمال ہے کہ اگر یہ آئے میں دیر کر دیں تو اللہ اللہ نہیں رہتا۔

کیوں ؟

کیونکہ اللہ ان کی علت تامہ ہے۔ عالمین کی علت چودہ ہیں۔

بھئی۔۔۔

اس وقت جو عالمین باقی ہیں وہ چودہ کی وجہ کی باقی ہیں اور چودہ باقی ہے اللہ کی وجہ سے عالمین کو اللہ، باقی نہیں رکھا ہوا۔

عالمین کس وجہ سے باقی ہیں ؟

چودہ کی وجہ سے اور چودہ اس کی وجہ سے باقی ہیں۔

چودہ علت ہیں عالمین کی۔

توجہ۔۔۔ !

علماء فرماتے ہیں کہ وحدتِ حقیقی سے مرتبہ واحدہ میں ایک ہی جہت سے جوئیء صادر

ہوگی۔ اللہ جب بھی کسی کو بنائے گا وہ ایک مرتبہ بنائے گا۔
کیوں ؟

کیونکہ اللہ کا ارادہ عین ذات ہے اور وہ ایک مرتبہ ہوگا۔ لہذا جب تک اس نے مالمین بنائے ہیں ان کے لئے ایک ہی مرتبہ سب کچھ ان کو بنادے، اگر کوئی بنے تو اسی سے۔ روحیں بنیں تو اسی سے، جسم بنے تو اسی سے۔ نفس بنے تو اسی سے۔ صحت ملے تو اسی سے۔ زندگی ملے تو اسی سے۔ رزق ملے تو اسی سے۔ اولاد ملے تو اسی سے۔ ادھر جانے کی ضرورت نہیں۔ بنایا ہی ہمارے لئے ہے خدا کی قسم۔۔۔۔۔!

ان کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے اللہ سے مانگنا۔ ان سے روگردانی کر کے اللہ سے مانگنا نہ ملنے کی دلیل ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)
توجہ۔۔۔!

اللہ نے ان کو سب کچھ دے دیا ہے۔ اب ان چودہ (مخصوصین) کا دُعا مانگنا احتیاج کی دلیل نہیں، اُس کا ثبوت ہے کہ وہ ہے۔
میرے بھائیو۔۔۔!

اب جو شرک کا تصور ہوگا، وہ وہاں ہوگا جو ان کو ان کا مقام نہیں دیں گے۔
بھئی۔۔۔!

آل محمدؐ کو ان کا مقام نہ دینا شرک ہے۔
جو علی علیہ السلام کو امام نہ مانے وہی شرک ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)
توجہ۔۔۔

ان کو ان کا مقام دینے کا نام ایمان ہے۔ جو ان کو ان کا مقام دے وہی مومن ہے۔

خیر ! اب عالمین کو توحید کون سکھائیں گے ؟

اللہ کی پہچان کون کرائے گا ؟

خدا کی قسم !

اللہ نے تو سامنے آنا نہیں۔ انہوں نے اللہ نما ہو کے لوگوں کے سامنے آنا ہے، بجائے

خدا ہو کے سامنے آنا ہے۔ نائب خدا ہو کے سامنے آنا ہے، خلیفہ اللہ بن کے آنا

ہے، جانشین خدا بن کے آنا ہے۔

عزیزو۔۔۔۔۔!

کسی کی جگہ پر بیٹھ جانے کا نام خلافت نہیں۔

اُس کے کام کرنے کا نام خلافت ہے۔۔۔ (نورہ حیدری)

دیکھیں۔۔۔!

جب اللہ سامنے آئیں سکتا تو اللہ نے اپنے آپ کو منوانے کا کیا طریقہ اختیار کیا ؟

توجہ۔۔۔۔۔ کنت کنزاً مخفیاً۔ میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔

جو بتا رہا ہے انھی میں تو چھپا ہوا تھا۔ فرمایا۔ میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں

پہچانا جاؤں۔

چودہ فرماتے ہیں:

ہم ہی حجاب اللہ الاکبر ہیں۔ ہم ہی حجاب اللہ الاول ہیں۔ ہم اس کے حجاب عزت

انانیت ہیں۔ اس کی ”میں“ کی عزت کا حجاب ہم ہیں۔ جب اللہ اپنے آپ کو

عزت والا کہتا ہے تو وہ عزت ہم ہیں۔ جب ہم اس کا حجاب عزت انانیت ہیں تو لہذا

جواب سے صاحبِ جواب بے نیاز رہتا ہے۔ ہمیں دیکھ کر اس کی عزت کو بچک اس کی عبادت کو۔ ہمیں تقسیم سے دیکھ کر عزت کو ہمالی کی عبادت کو تقسیم ہے، طاری تقسیم کو عبادت ہے، طاری وہ یکساں نہیں عبادت ہے۔ (نفرہ جلدی) توہم!

اللہ نے تو سامنے آنا نہیں نہ آتا ہے نہ آتا ہے اور نہ آئے گا سب سے پہلے فرشتوں کے سامنے یہ آئے چمک اللہ کے لئے سب سے اول کمال یہ ہیں۔ اللہ کے کمال کا نام بیان ہے اس چمک نے اس کمال کے بیان کو اپنے وجود میں سمجھنا تھا دیکھ کر شروع کیا تو اب انہوں نے کہا۔

سبحان اللہ۔ بحر انہوں نے اس کا کبر ہونے کا مظاہرہ کیا۔ اکبر کے کیا سہی ہیں؟

یہ حق بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے بڑا ہے صحیح نہیں۔ وہ سب کے مقابلے میں بڑا نہیں ہے۔ وہ قابل میں بڑا نہیں ہے۔ سلام تحریف فرماتے تھے کہ کسی آدمی نے اللہ اکبر کہا تو سلام علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر کے کیا سہی ہیں؟ اس نے کہا۔ سب سے بڑا۔

فرمایا: تُو نے تو اللہ کو مرتبہ ملو تو اللہ اس کی توحید پوری کر دی۔ اس نے کہا۔ سرکار!! اکبر کا کیا سہی ہے؟

فرمایا۔ اکبر وہ تھا ہے جس کی تحریف ہی نہ ہو سکے۔ خدا کی قسم!

جب انہوں نے اس کا کبر ہونے کا مظاہرہ کیا تو اس وقت انہوں نے کہا۔

اللہ اکبر۔۔۔ (توحیدی)

جیہاں میں نہ اس کی تکریم کا طریقہ کیا اور نہ لا الہ الا اللہ۔

تعباً

جیہاں میں نہ جگہ نکالیا

تأبوتہ: لکھا: الحمد للہ رب العالمین۔

خدا کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جو اس کے خدائے حق سے ہے

خدا کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جس کا نام اس کے خدائے حق سے ہے

نہ اس کے لئے کہ اس کا نام لیا

اس میں کہ اس کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" (توحیدی)

و کہ اس کا نام

اس کا نام

اگر وہ اس کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جس کا نام اس کے خدائے حق سے ہے

اس کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جس کا نام اس کے خدائے حق سے ہے

اس کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جس کا نام اس کے خدائے حق سے ہے

اس کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جس کا نام اس کے خدائے حق سے ہے

اس کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جس کا نام اس کے خدائے حق سے ہے

اس کا نام لیا کہ "خدا کا نام لیا" ہے جس کا نام اس کے خدائے حق سے ہے

قرآن مجید کے کلمات؟

ایک صحابی نے کہا مولاؑ؟

اگر ہمیں 70 مرتبہ قتل کیا جائے، ہمیں جلا کر ہماری راکھ ہوا میں اڑادی جائے تو تب بھی آپؐ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

یہ جملہ سن کر امامؑ نے رسول خداؐ کو یاد کیا اور فرمایا۔

”انا اصحاب آپؐ کو بھی ملے تھے، آپؐ بلاتے تھے وہ آتے نہیں تھے۔
میں بھیجتا ہوں یہ جاتے نہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

آج یہ تمہاری آخری رات ہے۔ جتنی عبادت کر سکتے ہو کرو۔

اصحاب نے عبادت کرنا شروع کی ان کی آواز ایسے گونج رہی تھی جیسے شہد کی مکھیاں کی جھنجھٹ کی آواز آتی ہے۔ جب یہ آواز جناب سجاد علیہ السلام کے کانوں میں پہنچی تو غلام سے کہا۔ بابا حسین علیہ السلام کو بلا کر لاؤ۔ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ غلام گیا اور امام حسین علیہ السلام کو بلا کر لایا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا :

بیٹا ! خیریت تو ہے کیسے مجھے نکالیا ہے ؟

جناب سجادؑ نے کہا :

بابا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آواز کن کی ہے ؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹا ! یہ میرے ساتھیوں کی آواز ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے کہا۔ بابا !

آخر ہیں تو صحابہ ان کی آواز میری پھونکیوں کے کانوں میں جا رہی ہے، مجھ سے

برداشت نہیں ہو رہا۔

میں کہوں گا۔ اے مولا سجاد علیہ السلام یہ تو کربلا ہے۔ جہاں آپ صحابیوں کی آواز پوچھیوں کے کانوں میں جانا برداشت نہ کر سکے لیکن ہائے کوفہ اور شام کے بازار میں کیسے برداشت کیا ہوگا۔

عزادارو۔۔۔

لام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

یہاں سجادؑ آج کی رات ایسے بندے۔ آج ہمارا انتقام ہے۔

کل شام غریباں آئے گی۔ اس شام غریباں میں تو جاتا۔ تیری منتب جانے۔

وسيعلم الذين ظلموا اى مقلب يعقلبون

آٹھویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

تو خود آیت فرمادے

میں نے آسمان و زمین اور ہر شے کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔

اور اس کا عرش مائے

وہو الذی خلق السموات والارض

وہی ہے جس نے آسمان و زمین

کیا ہے ؟

اس سب سے پہلے اس کا عرش ہے ؟

فرمایا : وہی ہے جس نے آسمان و زمین اور ہر شے کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔

اور اس کا عرش

دیکھو !

اس کی جگہ صراط کی ہے

(2) فتحی

(1) بحرئی

مکروبی ہوتی ہے جو مالے سے نہیں بنی اس میں مالے کو دخل نہیں ہوتا اس میں مالے کو دخل ہوتا ہے وہ مالے سے نہیں بنی اور اگر شیء سے شیء ملے تو اسے حقیقی کہتے ہیں۔

عالمین حقیقی ہیں مآثر کون ہیں۔ چھوٹا اللہ نے مالے سے ملے ہیں۔
دیکھیں!

وہ مالے سے مرید نہیں بننا اگر وہ مالے سے مرید بنے تو پھر وہ محتاج مالہ ہو جائے گا، محتاج مالہ وہ مالہ نہیں ہوتا۔

اللہ عظیم سے عالم نہیں بنا، ورنہ عظیم کا محتاج ہوتا وہ قدرت سے قدر نہیں بنا، ورنہ قدرت کا محتاج ہوتا تو کسی شیء سے وہ نہیں بنا، ورنہ عظیم اس کی عین ذات ہے قدرت اس کی عین ذات ہے۔ مالہ اس کا عین ذات ہے وہ مالے سے مرید نہیں بننا جب وہ مالے سے مرید نہیں بنا تو بس اللہ نے جب سب سے پہلے بنایا۔

توجہ!

اللہ نے "شکن" نہیں کہا۔

"شکن" کہنے کے لئے زبان پا پے مادر پا پے وجود پا پے۔

اللہ "شکن" نہیں کہتا۔

وہ مالہ کرتا ہے جو خود بن جاتا ہے اللہ نے مالہ کیا چھوٹا بن گئے۔

میرے بھائیو!

چھوٹا کو خود کا سبب خلف نہیں ہے۔

یہ نکتے سے نہیں بنے۔ یہ مالے سے بنے ہیں اللہ نے مالہ فرمایا ابن کا خود بن

گیا، جب اللہ نے اپنے ارادے کو وجود دیا۔ جب اپنی مشیت کو وجود دیا تو اس نے آل محمدؑ بنادیا۔ اب ڈھونڈنا یہ ہے اُس کی مشیت کیا ہے؟

پوچھا گیا۔ سرکارؐ!

اللہ کی مشیت کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا۔ مشیت اللہ کا امر ہے۔

توجہ۔۔۔!

مشیت اللہ کا امر ہے، جب مشیت وجود میں آئے تو اُسے امر کہتے ہیں۔

دیکھیں!

تین باتیں ہوں گی۔

(1)۔ اللہ کا امر ہے۔

(2)۔ چودہؑ امر ہیں۔

(3)۔ ہم مامور ہیں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ!

(1)۔ اللہ کا کم ہے۔

(2)۔ چودہؑ محکوم ہیں۔

(3)۔ ہم محکوم ہیں۔

دیکھئے!

آمر اور مامور کا تعلق بلا واسطہ نہیں ہے بلکہ درمیان میں امر آتا ہے۔

ہمارا اکمال ہے چودہؑ تک پہنچنا۔ ہمارا کام ہے ان تک پہنچنا۔

خدا کی قسم۔۔۔ !

یہ امر الہی ہیں اس لئے اللہ نے ان کو ارادے سے بنایا ”شُكْتُ“ سے نہیں، اَب
جو عاملین نہیں گے ”شُكْتُ“ سے، یہ کہیں گے ”شُكْتُ“

توجہ۔۔۔ !

اللہ کا کمال ہے ان کو بنانا، ان کو اپنا امر بنایا، اپنا ارادہ بنایا، اپنی مشیت بنایا، اپنا حکم
بنایا، حکم انہوں نے دینا ہے، امر انہوں نے کرنا ہے ”شُكْتُ“ انہوں نے کہنا
ہے۔ جتنا عالم خلق ہے، انہوں نے بنانا ہے اُس نے نہیں کیونکہ ”شُكْتُ“ کہنے
والے یہ ہیں، یہ ہیں اللہ کا امر۔ امر الہی ہیں یہ۔ اس امر کا نام ولایت ہے۔ ولایت کا
نام ہا اختیار۔ تصرف۔ امر کا نام ہے قدرت۔

امر کیا ہے ؟

”شُكْتُ“۔

کیا معنی ؟

ہو جا۔

یہ ”شُكْتُ“ فعل امر ہے، اس کا مطلب ہے ہو جا،

توجہ !

اس ہو جانے کے امر میں ذرا اولی الامر کا امر دیکھیں۔۔۔ !

زعمہ کا جنازہ لایا گیا، منافقین ایک زعمہ شخص کو جنازے میں رکھ کر لے آئے۔ انہوں

نے مولا علی علیہ السلام سے کہا۔ یہ مر گیا ہے اس کا جنازہ پڑھیں۔

مولا علی علیہ السلام نے فرمایا : یہ مر گیا ہے ؟

انہوں نے کہا: ہاں! مر گیا ہے۔
 جناب علیؑ جب بھی جنازہ پڑھیں گے زندہ کانٹیں پڑھیں گے۔
 بہر حال :

جناب علیؑ نے کہا: مر گیا ہے، جنازہ پڑھوں ؟

انہوں نے کہا، جی سرکار ! جنازہ پڑھیں۔

سرکارؑ نے جنازہ پڑھنا شروع کیا، اور کہا اللہ اکبر
 مولیٰ علیؑ نے اللہ اکبر بعد میں کہا، وہ مر پہلے گیا۔

مولیٰ علیؑ نے جنازہ پڑھنا شروع، پیچھے وہ منافقین اپنے زندہ شخص کو اٹھانے کی خاطر
 کھانچے رہے آخر جب مولیٰ علیہ السلام جنازہ پڑھ چکے، اچانک وہ منافقین
 جنازے کے قریب گئے اور اس شخص کو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے لیکن جب اس
 کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو مر چکا ہے۔

مولیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

اب یہ قیامت میں تب اٹھے گا جب میں کہوں گا۔۔۔ (نعرہ حیدری)
 توجہ ہے !

اسی امر کا نام ولایت ہے۔

اولی الامر کون ہوتا ہے ؟

صاحب ولایت

وہ کون ہوتا ہے ؟

امامؑ۔ اسی امر کا ایک نام ولایت ہے لیکن ایک نام اس کا علم حقیقی ہے۔ اللہ کا جو امر

یہ علم الہی ہے نہی ملای دیا کہ اللہ نے علم کی ترقی کی ہے نہ
 علم کی ترقی کہ ترقی یہ علم کی ترقی ہے علم کی ترقی علم کی ترقی ہے
 اس کی ترقی کریں تاہم ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی
 ترقی ترقی ترقی

تجربہ

یہ ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی
 ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی
 ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی

هو حصول صورة الشيء وفق الشكل۔
 دیکھ

اس کے ترقی ترقی ترقی

یہ ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی
 ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی
 ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی

تجربہ

یہ ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی
 ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی
 ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی ترقی

الشکل فطورية من يعطى ملكوتہ

اللہ کے نکلوتی سمندر کے ایک قطرے کا نام محل ہے۔

ملکوتی سمندر کون ہے ؟

اللہ کے ملکوتی سمندر کا نام آل محمدؐ ہے۔

ایک شخص نے میرے پانچویں امام علیہ السلام سے کہا: مولانا !

یہ محل کیا ہے ؟

فرمایا۔۔۔ محل نہیں ہوں۔

وہ شخص پریشان ہو گیا، امامؐ نے فرمایا: پریشان کیوں ہو گیا ؟

کہا۔ مولانا جب آپ محل ہیں تو میرے سارے سوال ہی ختم ہو گئے۔ امامؐ کی ذات

محل ہے، اب جو امام کو نہیں پہچانتا وہی بے محل ہے۔

توجہ۔۔۔ !

اُس شخص نے پھر سوال کیا، مولانا جب آپ محل ہیں تو پھر اس محل کا بیان کیا ہے ؟

سرکارؐ نے فرمایا:

اس محل کا بیان توحید ہے یعنی محلِ چودہ ہیں، بیان توحید ہے۔ اُس نے کہا۔ سرکارؐ !

آپ محل ہیں، بیان توحید ہے بیان میں جو معانی ہوتے ہیں، وہ معانی کون ہیں

؟ فرمایا۔ وہ معانی ہم آل محمدؐ ہیں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ایک تعریف یہ بیان کی گئی۔

ادراک المعلوم علی ما هو علیہ

معلوم کو ادراک کرنا جیسا کہ وہ ہے اس کا نام علم ہے۔

فوراً دوسرے علماء نے جناب علی علیہ السلام کا قول پیش کر دیا۔

مولاعلیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں لا یدرکہ بعد الہم۔ (نہج البلاغہ)
 عقلیں اُس کا ادراک ہی نہیں کر سکتیں۔ اللہ ادراک میں نہیں آتا۔ اب میں مولاعلیؑ
 کی خدمت میں ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں۔ مولاعلیؑ جب وہ ادراک میں نہیں آتا تو
 پھر آپ نے کیسے ادراک کیا؟

اب ہمیں وضوح تا پڑے گا کہ آل محمدؑ نے اسے ادراک کور کے کہا کہ وہ ہے۔ آل محمدؑ
 نے اس غیب الغیب کو ادراک کر کے عالمین کو بتایا کہ وہ ہے۔

بھئی۔۔۔ عالمین نے تو وحیدان سے سیکھی مگر خود انھوں نے ادراک کہاں سے کیا؟

اب علماء نے اسی ادراک کی روشنی میں اس علم کی تعریف کی جو آل محمدؑ کا علم ہے۔

توجہ۔۔۔! آل محمدؑ نے اللہ کو ادراک کیا۔ وہ تو ادراک میں نہیں آتا، ان کے ادراک
 میں کیسے آ گیا اور پھر کون سی روشنی ان چودہ میں ہے اور شیء بھی اس کی ہونی چاہیے
 ان کی نہیں تا کہ اس شیء سے چودہ اس کا ادراک کر سکیں۔

منطق کی ایک کتاب میں نے پڑھی ہے جس میں علم آل محمدؑ کی تعریف یہ ہے
 الحاضر عند الحدوث۔ ادراک کرنے والے کے پاس خود مدد رک کا
 حاضر ہونا علم ہے۔

بھئی۔۔۔ ہر کوئی وہاں جاتا ہے مگر حسینؑ وہ ہے جس نے اسے اپنے پاس بلا
 لیا۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔

خالق کو حسینؑ نے زمین پہ بلا لیا

خیر۔

یہ کون ہیں کہنے والے؟ آل محمدؐ کیا کہہ رہے ہیں۔ اب یہ جو جہنم میں ہیں ان کا اعتبار سے ہیں۔ اور یہ ادراک اس کا کیسے کرتے ہیں؟

میرے بھائیو!۔

علامہ بیان کرتے ہیں۔ ان المدرك لا بد له ان يذكروا من صنف المدرك مدرك کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدرك جس سے ہو۔

توجہ: جب تک اس کی اصل سے نہیں ہوگا اس وقت ادراک ہو ہی نہیں سکتا۔
مقصود نے فرمایا: ہم اللہ بن نہیں سکتے، ہم اس کی پہچان ہیں۔ اللہ نے اپنے پیغمبر کو جب ظہور دیا تو ہم اثر بن گئے۔

جو موثر ہو گیا، اس موثر کا ہم بلا فصل اثر ہیں۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب

بس!۔

امامؑ فرماتے ہیں۔ ہمارے غم میں اس طرح رویا کرو جیسے بوڑھی ماں اٹھان بیٹے کے لاشے پر روتی ہے۔

عز و درد۔۔۔!

کل کی رات کا مہمان رہ گیا ہے زہراؑ کا بیٹا۔ ساتویں محرم سے پانی بند ہے۔

روایت میں ہے کہ جب حلب سے لے کر حمص تک 485 میل اونٹوں پر چلتے کر حنابلہ

سیکڑ پانی مانگتی رہی۔

بی بیؑ رو کہ کتنی تھیں۔

پھوپھی لتاں! انا عطشان۔ میں بہت پیاسی ہوں۔

اُس وقت بی بی زینب فرماتی: بیٹی!

اگر میرے پاس پانی ہوتا تو پہلے میں تجھے پانی دیتی۔ لیکن میں کیا کروں کہ پانی ہمارے پاس نہیں ہے۔

عزادارو۔۔۔

جب حمص میں پہنچے تو ان دشمنوں نے شامیانے لگا کے گھوڑوں تک کو شامیانوں کے نیچے باندھ دیا۔ زہرا کی بیٹیاں دھوپ میں بیٹھی رہیں۔ شرپانی لے آیا تو بی بی سکینہ نے کہا۔ پھوپھی لتاں!! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس سے پانی مانگ لوں؟

بی بی نے کہا۔ بیٹی!

یہ بہت ظالم ہے اس نے پانی نہیں دینا لیکن اگر حجت تمام کرنی ہے تو پانی مانگ لو۔ جناب سکینہ "شر کے پاس گئی اور کہا۔ شر! (شر لعین پے لعنت) ابھی مجھے نہ دے۔ پہلے پانی پلا لے، اگر فحج جائے تو مجھے دے دینا، میں بہت پیاسی ہوں۔ یہ ملعون خاموش ہو گیا۔ بی بی نے سمجھا کہ شاید یہ راضی ہو گیا ہے، مگر وہ آگے چل پڑا، بی بی اُسی جگہ پر بیٹھ گئی۔ جب وہ واپس آیا تو اُس کے برتن میں پانی ہے۔ بی بی نے آگے بڑھ کے کہا۔ شر!

پانی بھی ہے، فحج گیا ہے، میں پیاسی بھی ہوں تو ہوا سا پانی دے دے۔ اُس ملعون نے مشکیزہ کھولا۔ آگے گیا۔ جناب سکینہ نے کاسہ آگے کیا۔ کیا کیا، اس ملعون نے؟

سارا پانی زمین پر اٹھل دیا۔ اب جناب سکینہ سے رہانہ گیا، فرات کی طرف دیکھ کر کہا یا عبا مساہ۔ چچا عباس! مجھے اب بھی پانی نہیں ملا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

نویں مجلس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ.

سورہ صُور آیت نمبر،

میں نے آپ کے سامنے بارہواں پارہ، سورہ صود کی سات نمبر آیت تلاوت کی ہے۔ جس میں خلاقِ دو عالم ارشاد فرما رہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي - اور وہ وہ ہے۔

کوئی ذات ہے، کوئی ہستی ہے، کوئی کمال ہے، کوئی واجب الوجود ہے، کوئی ہے جسے ماننا ہے۔ سب سے پہلے جسے ماننا ہے لیکن وہ جو ہے، وہ ایسا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو منوای نہیں سکتا۔ کوئی نقص مانع نہیں۔ کمال مانع ہے، کمال ایسا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو نہیں منوا سکتا۔ یہ کمال کی مجبوری ہے کہ وہ خود نہیں منوا سکتا، اس کے کمال کے لئے ضرورت ہے کہ خود اپنے آپ کو نہیں منوا سکتا لہذا اس کے لئے ضروری ہو گیا کہ اپنے آپ کو منوانے کے لئے کوئی اپنے جیسا بنائے اور بنا کے جن سے منوانا ہے ان کو کھانے کے لئے ان جیسا بنائے، اس کے دو پہلو رکھے ایک اُن جیسا ہو، ایک اس جیسا ہو، اس کا ایک پہلو بشریت کا ہو، ایک پہلو آلوریت کا ہو۔

توجہ۔۔۔۔۔!

اگر ہم دیکھیں تو ہم دیکھیں تو ہم جیسا نظر آئے۔
اور اگر وہ دیکھے تو اس جیسا نظر آئے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

توجہ!

ہم دیکھیں تو ہم جیسا نظر آئے لیکن ہمارا دیکھنا اور اس کا دیکھنا ایک جیسا ہے ہی نہیں۔ ہم نے بشریت میں دیکھنا ہے، اس نے الوہیت میں دیکھنا ہے، ہم بے بشر ہو کے دیکھنا ہے، اس نے اللہ ہو کے دیکھنا ہے تو اب جو اس کے الفاظ ہوں گے، وہ ہمیں تو خبر نہیں۔ وہ کون بتائے گا۔؟

وہی بتائے گا جس کا رخ اُدھر ہے، جس کا رخ اُدھر ہے، یہ بتائے گا، وہ کہتا ہے۔

من مات علی حب آل محمد مات شہیداً

جو آل محمد کی محبت میں مرے وہ شہید ہوتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

آل محمد کی محبت میں مرے وہ شہید ہوتا ہے، مگر جو اللہ کی محبت میں مرے وہ نہیں۔

عزیزو! یہ آل محمد کی محبت ضروری کیوں ہے؟

کیونکہ اللہ اور رسولؐ تک ماننے کا نام اسلام ہے،

اور علیؑ علیہ السلام کو ماننے کا نام ایمان ہے۔۔۔ (نعرہ حیدری)

لا الہ الا اللہ۔ پڑھنے سے رُوح پاک ہوتی ہے۔

محمد رسول اللہ پڑھنے سے جسم پاک ہوتا ہے۔

علی ولی اللہ پڑھنے سے نفس پاک ہوتا ہے۔ (نعرہ حیدری)

ارے بھئی !

جو ”علیٰ ولیّ اللہ“ نہیں پڑھتے وہ تو ہیں ہی نجس۔ اُن کا تو نفس ہی پاک نہیں ہوا۔ جب نفس ہی پاک نہیں ہوا تو پھر نجاست میں نمازیں پڑھنے سے اجر کیا ملے گا۔ اجر تو تب ملے گا جب نفس پاک ہوگا، جب نفس پاک ہو گیا تو عبادت مقبول۔

توجہ !

لا الہ الا اللہ پڑھنے سے شرک دور ہوتا ہے۔

محمد رسول اللہ پڑھنے سے کفر دور ہوتا ہے۔

علیٰ ولیّ اللہ پڑھنے سے نفاق دور ہوتا ہے۔

توجہ۔۔۔۔۔!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اسلام ہے، علی ولی اللہ ایمان ہے، اسلام پر ثواب ملتا ہے

، ایمان پر جنت ملتی ہے۔

دیکھیں !

ثوابِ اجر کی وجہ سے ملتا ہے۔ جنتِ جزاء کی وجہ سے ملتی ہے۔

جناب سلیمان ابن داؤدؑ نے اللہ سے مُلک مانگا کر اے اللہ! مجھے مُلک دے۔

اللہ نے مُلک دیا جناب سلیمانؑ کو۔ وہ سارا مُلک اس انگشتی میں تھا جو علی علیہ

السلام نے حالتِ رکوع میں بطورِ زکوٰۃ دے دی۔ جب زکوٰۃ دے دی تو اب اللہ نے

کہا: سلیمانؑ! تم نے مُلک مانگا، میں نے دیا۔ دینا عطا ہے، عطا میں فضل ہوتا ہے

، جزاء میں عدل ہوتا ہے۔

مثلاً ! میں آپ سے مانگتا ہوں، آپ مجھے دے دیں، یہ آپ کی عطا ہے، فضل ہے، اگر رات کو نہیں نے کام کیا اور رات کو آپ مجھے مزدوری نہ دیں تو آپ ظالم قرار پائیں گے۔

توجہ۔۔!

اب اللہ نے جناب سلیمانؑ کو نلک دے کے فرمایا

هَذَا عَطَاؤُنَا۔ (سورہ ص، آیت ۳۹)

یہ ہماری عطا ہے فامنین او امینک بغیر حساب۔ (سورہ ص، آیت ۳۹) کسی کو دو یا نہ دو تمہاری مرضی ہم نہیں پوچھیں گے۔ معلوم ہو گیا کہ عطا میں اتنا اختیار ہے کہ جسے چاہے دے، جسے چاہے نہ دے۔

دُنیا والو !

چودہؑ نے، آل محمدؑ نے جنت عطا میں نہیں لی۔ جزاء میں لی ہے، جب ان کو جزاء میں جنت ملی ہے، یہ مالک جنت ہیں، جسے چاہیں جنت ملی ہے۔ یہ مالک جنت ہیں، جسے چاہیں دے دیں۔ اب جنھوں نے ان کو مانا اس کا نام ہے ایمان۔

دیکھیں!

ایمان سے پہلے اسلام ہے، اسلام کے بعد ہے ایمان۔

چھٹے امامؑ فرماتے ہیں، جو مسلم ہے وہ مومن نہیں لیکن جو مومن ہے وہ مسلم بھی ہے۔ سرکارؑ نے مثال دی ہے کہ جو حرم میں ہے وہ کعبہ میں نہیں ہے لیکن جو کعبہ میں ہے وہ حرم میں بھی ہے۔ پھر فرمایا۔ لوگو! کعبہ وہ ہے چادر کے نیچے ہے، باہر جو ہے وہ حرم ہے۔

ہے۔

اَب پتہ چلا !

فرمایا: سال کے بعد جا کر دیکھو، جس پر چادر ہے، یہی کعبہ ہے، جو باہر ہے وہ حرم ہے

توجہ۔۔۔!

چادرِ تلمیہ کے بھیج کے بتایا کہ جو چادر میں ہیں یہ اہل بیتؑ ہیں، جو باہر ہیں یہ حرم ہیں، کعبہ اور حرم اور ہے۔

بس۔۔۔!

اسلام ابتداء ہے، ایمان انتہاء ہے۔ اسلام آغاز ہے، ایمان انجام ہے ابتداء محتاج انتہاء ہوتی ہے لیکن انتہاء محتاج ابتداء نہیں ہوتی۔ ابتداء بہت اچھی تھی کہ ملائکہ میں شامل ہو گیا مگر انتہاء خراب ہوئی تو شیطان بنا۔ ابتداء اچھی نہیں تھی کہ جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا مگر انتہاء اچھی ہوتی تو امامؑ نے حرؑ بنا دیا۔

توجہ۔۔۔!

اَب جب حرؑ آیا تو کیوں جلدی بھیجا پہلے کہ اے حرؑ! میرے پیچھے نماز بھی نہ پڑھ۔ مولاؑ جب آپؑ نے ایک بجے نماز پڑھنی ہے، حرؑ کو ایک نماز تو اپنے پیچھے پڑھنے دے، امامؑ نے فرمایا۔ نہیں نہیں!

اے حرؑ تو پہلے چلا جا۔ میرے پیچھے نماز نہ پڑھ، اگر تو نے پڑھ لی تو لوگ کہیں گے کہ حرؑ کو نماز نے بخشوایا ہے، محبت شبیرؑ نے نہیں۔

توجہ۔۔۔!

امامؑ نے بھیج کے فرمایا کہ جنت ہماری محبت میں ملتی ہے۔۔۔۔۔ (نعرہ حیدری)

بہر حال !

اسلام ابتداء ہے، ایمان انجما ہے، اسلام آغاز ہے، ایمان انجام ہے، اسلام کعبہ ہے، ایمان نجف ہے، کعبہ کی طرف سر جھٹکا ہے، نجف کی طرف دل جھٹکا ہے، سر کے جھٹکنے کا نام اسلام ہے۔ دل کے جھٹکنے کا نام ایمان ہے۔ منافق سر تو جھکاتا ہے لیکن دل نہیں جھکاتا۔ اسی لئے ہمیں نے کہا کہ اسلام کعبہ ہے، ایمان نجف ہے۔

باب۔۔۔!

کعبہ میں جائیں تو لباس پاک ہوتا ہے، نجف میں جائیں تو دل پاک ہوتا ہے۔ کعبہ میں جائیں تو شکل پاک ہوتی ہے۔ نجف میں جائیں تو نسل پاک ہوتی ہے۔
یا علی علیہ السلام! تجھ سے محبت ہی وہی رکھے گا جس کی اصل صحیح ہو۔
توجہ۔۔۔!

کعبہ کا منکر کافر ہے۔ نجف کا منکر منافق۔

اے اللہ! تو بتا کہ سزا کا فرکی زیادہ ہے یا منافق کی؟

کہا: منافق کی۔

اس لئے اسلام کعبہ ہے، ایمان نجف ہے، اس لئے نجف محلِ امر ہے۔ علیؑ اولی الامر ہے۔ دونبیوں کے درمیان میں علیؑ ہے۔

(1) حضرت آدم علیہ السلام (2) حضرت نوح علیہ السلام

ان دو کے درمیان صاحبِ امر بن کے علیؑ ہے۔ امر اور خلق میں کیا فرق ہے؟
دیکھئے۔۔۔!

ہر خلق میں امر ہے جیسے سورج خلق ہے، رفتارِ امر ہے۔

کبھی سورج کی رفتار خراب ہوئی ہے؟

نہیں ہوئی کیونکہ یہ امر ہے۔

امر میں کبھی بھی خرابی نہیں ہوگی، جب امر میں نقص نہیں ہے۔

تو اولی الامر میں نقص کہاں۔

توجہ۔۔۔۔

ہر خلق میں امر ہے جیسے سورج خلق ہے، رفتار امر ہے، آگ خلق ہے، جلانا امر ہے، اگر جلتے ہوئے نہ جلانے تو سمجھ لیں کہ کسی اولی الامر کا حکم ہے۔

بہر حال !

آگ خلق ہے، جلانا امر ہے، پانی خلق ہے، لطافت امر ہے۔ جو اسی خلق سے امر کو کھینچ لے وہی اولی الامر ہے۔

کیا مطلب ہوا ؟

یہ سورج خلق ہے، رفتار امر ہے، اب اگر کوئی اسی سورج کو ڈوبنے نہ دے یا ڈوبے ہوئے کو پلٹا دے وہی اولی الامر ہے۔

میرے بھائیو !

اسی سورج پر عالین کا نظام ہے۔ اب یہاں نتیجہ نکلا کہ جناب علی علیہ السلام کا سورج پلٹانا معجزہ نہیں بلکہ معجزہ یہ ہے کہ علیؑ نے مرکز کو کھینچ لیا۔ عالین کے نظام میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

توجہ۔۔۔۔

پانی خلق ہے، لطافت امر ہے۔ اگر اس لطافت کو نکال لیا جائے تو کون نکالے گا ؟
اولی الامر۔۔۔ اب ایک جزوی اولی الامر اپنی فوج لے کر دریائے نیل کے کنارے

آیا، پیچھے فرعون کی فوج آرہی ہے، ان کے فوجیوں نے کہا، ہمیں قتل کروادیا تو نے، پیچھے فوج ہے، آگے سمندر ہے۔

فرمایا۔ گھبراؤ نہیں، ابھی راستے ہو جاتے ہیں۔ جناب موسیٰ نے ایک عصا مارا پانی پہ، بارہ راستے بن گئے۔

بھئی ! عصا ایک لگا، راستے بارہ بن گئے اور ایسی خشک ہو گئی زمین دریائے نیل کی کہ پھر کبھی وہ خشک نہیں ہوئی۔ تو بارہ راستے بن گئے، چونکہ بارہ قبیلے تھے، بارہ قبیلے چلنا شروع ہو گئے۔ پانی کیا ہو گیا ؟

دیواریں بن گیا۔ اگر اس عصا کا اثر مرکز تک نہ گیا تو یہ دیواریں وہ نہیں سکتیں، پانی آئے گا وہ لے کر چلا جائے گا لیکن نتیجہ نکلا کہ عصا کے مارنے کا اثر صرف یہاں نہیں ہوا، بلکہ مرکز تک پانی رُک گیا اب فوج نے چلنا شروع کی، پیچھے فرعون کی فوج آگئی۔ انھوں نے کہا۔ یہ راستے ہم نے بنائے ہیں۔ ان کی فوج بھی انھیں راستوں پہ چلنے لگی۔

توجہ۔۔۔۔۔! اب یہاں علماء اور مفسرین لکھتے ہیں واقعہ یہ ہوا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کا آخری آدمی پانی سے نکل رہا تھا اور فرعون کا آخری آدمی پانی میں داخل ہو رہا تھا۔ آخری رُکنا۔ اور آخری اندر داخل ہوا، اب جو پانی چلا۔ موسیٰ کے سارے بیٹے گئے، فرعون کے سارے ہلاک ہو گئے۔

اب میں یہاں پر ایک جملہ کہتا ہوں، جناب موسیٰ کے جتنے بیٹے گئے، مصوم تو فقط جناب موسیٰ تھے۔ جتنے تھے کُل کے کُل غیر مصوم تھے لیکن کُل کے کُل بیٹے گئے اور فرعون کے جتنے آدمی تھے وہ کُل کے کُل ہلاک ہو گئے۔

یہ کُل کے کُل ہلاک کس کی وجہ سے ہوئے ؟

امام کی وجہ سے۔ یہ کھل کے کھل جو چھ گئے یہ کس وجہ سے فسخ گئے ؟
 امامؑ کی وجہ سے۔ معلوم ہوا کہ اگر امام معصوم ہے تو کھل گنہگار فسخ جائیں گے۔ نجات کا
 دار و مدار امام پہ ہوتا ہے، اگر امام آگے ہے، معصوم ہے تو اُمت فسخ جائے گی اور اگر
 امام گنہگار ہے تو اُمت ہلاک ہو جائے گی۔

معلوم ہوا کہ پانی بھی علم تھا کہ کسے بچانا ہے اور کسے ہلاک کرنا ہے۔
 اگر ایک غصہ ریاں پجار ہا ہے تو قیامت میں بھی آگ کو علم ہوگا کہ کسے بچانا ہے، اور
 کسے جلاتا ہے۔
 بہر حال۔۔۔

بارہ کے بارہ قہیلے جناب موسیٰؑ کے فسخ گئے، نجات پا گئے۔ جناب موسیٰؑ "جزوی نبی
 اگر بارہ قہیلوں کو نجات دلا سکتا ہے، تو کیا بارہ معصوم امامؑ اپنے شیعوں کو نجات نہیں دلا
 سکتے ہیں، لیکن نجات کب ہے ؟
 جب ان کی مانیں گے۔

صیغہ صفت پہ جزاء ملتی ہے۔ صیغہ فعل و خبر پہ نہیں ملتی۔
 ایک ہوتی ہے صفت خبر ! یا ایہا الذین امنوا ! اے ایمان والو !
 امنوا "خبر ہے، فعل ہے، مومن صفت ہے، خبر پہ جنت نہیں ملتی اسی لئے آلِ محمدؐ کو
 اللہ نے صفت کا کمال دے کر انہیں مومنین بھی کہا، انہیں صادقین بھی کہا، انہیں
 شاکرین بھی کہا۔۔۔

توجہ ! جزاء مومنین کو ملتی ہے، جزاء شاکرین کو ملتی ہے، کافرین کو نہیں ملتی، شاکرین
 صیغہ صفت ہے، صفت پہ جزاء ملتی ہے۔۔۔ (صلوٰۃ)

عزیزو !

متوکل عباسی کے زمانے میں اس کا ایک دربان تھا، جو دروازے پر کھڑا ہوتا تھا۔ جو بھی آدمی اندر آتا ہے اس سے مل کے اندر آتا ہے اور جو جاتا ہے اس سے مل کے جاتا ہے۔ ایک دن ایک بادشاہ متوکل کو ملنے کے لئے آیا۔ اس کے ساتھ پچاس خزری غلام تھے، ان کو لے کر جب وہ آیا تو بادشاہ نے کہا۔ آپ اس وقت کے بادشاہ ہیں لہذا میں یہ غلام آپ کو دیتا ہوں، آپ کے یہاں کھڑے ہوں گے تو اچھے لگیں گے۔ متوکل نے آدمیوں کو دیکھا، پسند کیا، آدمی رکھ لئے بادشاہ چلا گیا۔ متوکل نے اپنے دربان سے کہا: ان کو آداب دربار سکھاؤ۔

ایک سال لگا ان کو دربار کے آداب سکھانے میں، جب وہ سیکھ گئے تو وہ کھڑے ہو گئے اور متوکل بھی اپنی مسند پر بیٹھ گیا۔

توجہ !

ایک دن حضرت امام علی نقی علیہ السلام تشریف لائے، جیسے امامؑ پہنچے تو دربان نے کہا۔ سرکارؑ! آپ یہاں ٹھہریں، پہلے میں ذرا متوکل کو اطلاع کر کے آتا ہوں۔ وہ بھاگتا ہوا گیا اور متوکل سے کہا۔ اے بادشاہ! امام علی نقیؑ آئے ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ چل کے دروازے پہ آیا اور امامؑ کو لے کر اسی راستے سے گزار کر لے آیا، خیال دل میں یہ کیا کہ یہ امامؑ جب ان غلاموں کو دیکھیں گے تو مرعوب ہو جائیں گے کہ میرے پاس ایسے غلام ہیں۔

بس۔۔۔۔۔

یہ متوکل امامؑ کو ادھر سے لے آیا جہاں وہ خزری غلام کھڑے تھے، اس کے ذہن میں

یہ بات تھی کہ جب امامؑ میرے غلاموں کو دیکھیں گے تو مرعوب ہوں گے، مگر اس متوکل کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ جس امامؑ کے بیٹے کا نام عسکریؑ ہو۔ لشکر والا۔ وہ مرعوب کیسے ہو سکتا ہے، لیکن ہوا یہ کہ جب یہ لے کر آیا ان غلاموں کے سامنے تو جو نبی غلاموں کی نظر امامؑ پر پڑی، تو سارے غلام سجدے میں گر گئے۔ جب متوکل نے نہ مٹھو دیکھا تو اپنے دربان سے کہا۔ ارے! یہ کیا ہو گیا انھوں نے مجھے سلام تک نہ کیا اور یہ امامؑ آج آئے ہیں انہیں سجدہ کر دیا، پتہ کر اندر سے بات کیا ہے؟ اُس نے کہا ٹھیک ہے میں پتہ کرتا ہوں۔

جب امامؑ چلے گئے، یہ متوکل بھی چلا گیا تو اسی دربان نے غلاموں کو ٹکایا اور کہا۔ اے غلاموں! مجھے یہ بتاؤ کہ سب کچھ میں نے تمہیں سکھایا، یہاں تک پہنچایا۔ متوکل کو سلام کرنے کا طریقہ نہیں بتایا لیکن آج ایک اجنبی آیا اور تم نے اُسے سجدہ کر دیا؟ غلاموں نے کہا۔ اُنہیں اجنبی نہ کہو، وہ تو ہمارے امامؑ ہیں، وہ اولی الامر ہیں، جانشین رسولؐ ہیں۔ حجت خدا ہیں۔

دربان سمجھ گیا کہ شیعہ ہیں اور پھر فوراً کہا۔ اب تم چلے جاؤ۔

وہ چلے گئے۔ دربان فوراً گیا اور جا کے متوکل سے کہا کہ یہ غلام تو شیعہ ہیں۔

متوکل نے کہا۔ ان تمام کو جا کر ذبح کر دو، اگر تو نے ان کو ذبح نہ کیا تو میں تجھے ذبح کرا دوں گا۔ دربان نے اُن غلاموں کو ذبح کروادیا، وہ محبت امامؑ میں ذبح ہو گئے۔ جب ذبح ہو گئے اور شام کے وقت وہ دربان گیا امامؑ کو ملنے کے لئے تو امامؑ نے فرمایا۔ اے دربان!

اُن پچاس غلاموں کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا؟

کہا۔ ہم نے انہیں ذبح کر دیا ہے۔

امامؑ نے کہا تو اُن کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے؟

اُس نے کہا سرکارؐ وہ تو ذبح ہو گئے ہیں۔ فرمایا۔ سنو! ذبح کرنا تھا تمہارا فعل، زندہ کرنا ہمارا اختیار ہے۔

اب امامؑ فرمایا۔ کیا تو زندہ دیکھنا چاہتا ہے؟

کہا۔ ہاں سرکارؐ!

فرمایا۔ یہ ساتھ والے کمرے میں جاؤ۔ ساتھ والے کمرے کا جو نجی دربان نے پردہ ہٹایا تو کیا دیکھا کہ 50 غلام بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ پھل کھا رہے ہیں جو پھل اُس نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

اُس نے کہا۔ سرکارؐ! اُن کو میں نے دیکھا لیکن یہ جو پھل کھا رہے ہیں یہ میں نے پہلی مرتبہ دیکھے ہیں۔ یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟

فرمایا۔ جہاں سے یہ ہو کے آئے ہیں وہیں کے تو پھل ہیں۔ کہاں سے ہو کر آئے ہیں؟ جنت سے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جو امامؑ کی محبت میں مرجائے تو سیدہ جنت میں جاتا ہے۔ میرے بھائیو!۔۔۔

یہ کہہ کے میرے امامؑ نے فرمایا: اے دربان!

مجھے پوچھو کہ میں نے ان کو کیوں زندہ کیا۔

کہا۔ سرکارؐ! ارشاد فرمائیں۔

فرمایا۔۔۔ متوکل ہمارا دشمن ہے، ان غلاموں نے میرے دشمن کے سامنے میری تعظیم

کی ہے، اگر زندگی چاہے ہو تو تقسیم کرو۔۔۔ (نعرہ حیدری)

ذکر مصائب

بس۔۔۔۔!

آج کی رات میرے امامؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔

اے میرے صحابہ! آج کی رات یہ تمہاری آخری رات ہے۔

عزادارو۔۔۔۔ آل محمدؑ کے غم میں ایسے رویا کریں جیسے یوزمی عورت جو ان بیٹے کے لاشے پہ روتی ہے۔

آج کی رات امامؑ نے چراغ بجھا دیا اور جب پھر جلایا تو سارے بیٹھے ہوئے توختے فرمایا۔ جاتے کیوں نہیں؟

کہا۔ زہراؑ کی بیٹیاں ساتھ لے آئے ہیں ہم ان کو چھوڑ کے چلے جائیں، ہم چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ اُس وقت میرے امامؑ نے نانا رسولؑ کو یاد کر کے کہا تھا۔ نانا تجھے بھی صحابی ملے تھے، تو نکلا تا تھا وہ آتے نہیں۔ میں انہیں بھیجتا ہوں یہ جاتے نہیں۔

اس رات امامؑ نے فرمایا۔ یہ تمہاری آخری رات ہے۔ اب امامؑ آدمی رات کے بعد، نماز تہجد کے بعد جب نکلے اپنے خیمے سے دائیں بائیں دیکھا۔ اس کے بعد سیدھا میدان کی طرف چلے۔ یہ منظر جناب نافع دیکھ رہے تھے، انھوں نے سوچا کہ اگر امامؑ دشمن کی طرف جا رہے ہیں اور کچھ ہو گیا نہیں جناب زبیرؓ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

بس۔۔۔۔ یہ تصور کر کے وہ امامؑ کے پیچھے چل پڑا۔ جونہی امامؑ نے محسوس کیا کہ کوئی

آ رہا ہے تو فرمایا ایند تردید یا نافع۔ نافع! کہاں کا ارادہ ہے؟

کہا۔ مولا! "میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ اب امام" نے نافع کا ہاتھ پکڑ لیا، چلتے چلتے، ایک جگہ آئی امام" کے اور فرمایا۔ نافع! کیا تو اس جگہ کو جانتا ہے؟
نافع نے کہا۔ مولا! "میں نہیں جانتا۔

فرمایا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں میرا کبر" گھوڑے سے زمین پر آئے گا۔
اللہ اکبر۔

نافع" بھی رونے لگا۔ امام" بھی رونے لگے۔

اب آگے بڑھے دوسری جگہ آئی اور فرمایا۔ یہاں میرے عباس" کا پہلا بازو گرے گا۔
پھر آگے گئے اور فرمایا۔ یہاں میرے عباس" کا دوسرا بازو گرے گا۔
پھر آگے بڑھے فرمایا۔ یہاں میرا قاسم" گھوڑے سے گرے گا۔
عزادارو۔۔۔۔۔

چلتے چلتے امام" ایک نشیبی جگہ پر آ کر بیٹھے اور فرمایا۔ اس جگہ کو جانتا ہے؟
کہا۔ مولا! "میں نہیں جانتا۔

فرمایا ہذا ہقتلی۔ یہ میری قتل گاہ ہے، یہ میرے ذبح ہونے کا مقام ہے۔
پھر امام" نے فرمایا۔

نافع"! پوچھو مجھ سے کہ میں آدمی رات کو یہاں کیوں آیا ہوں؟
کہا۔ مولا! "فرمائیں۔

فرمایا۔ ابھی نماز تہجد کے بعد ذرا سی میری آنکھ لگی تو خواب میں ماں زہرا" آئیں،
مجھے آکر فرمایا۔ حسین" بیٹا! تیری قتل گاہ سے میں نے پتھر ہٹا دیئے ہیں تاکہ کوئی
پتھر تجھے تکلیف نہ پہنچائے۔

عزادارو۔۔۔!

میں کہوں گا۔ آپ اتنی تکلیف برداشت نہیں کرتی۔ اللہ جانے نیزے لگتے ہوئے کیسے دیکھے۔

اب جب امامؑ واپس آئے تو امامؑ نے ہر خیمے میں چلنا شروع کیا۔ چلتے چلتے جناب نسبؑ عالیہؑ کے خیمے میں آئے۔ دیکھا کہ دونوں شہزادوں کو بٹھا کر بی بیؑ کہہ رہی ہے۔ بیٹا! کل ایسے جہاد کرنا کہ دشمن کو پتہ چل جائے حیدر کرارؑ کے نواسے ہیں۔ جناب امؑ فروہ کے خیمے میں آئے، بی بیؑ کہہ رہی تھی۔ بیٹا! کل علی اکبرؑ سے پہلے تیرا جنازہ آ جانا چاہیے۔

کہا۔ لتاں! کل میدان میں تو جانے دے۔ اگر میرا لاشہ آنے کے لائق نہ ہوا۔ تو پھر دیکھ لینا۔

عزادارو۔۔۔!

اب جو امامؑ آگے گئے تو آگے بی بیؑ ام لیلیؑ کا خیمہ تھا۔ کیا دیکھا امامؑ نے؟ ایک چراغ لیکر علی اکبرؑ کی مٹاں بیٹے کا چہرہ دیکھ رہی ہے۔ امامؑ نے فرمایا۔ ام لیلیؑ! کیا کر رہی ہے؟

کہا۔ مولا! اکبرؑ آج کی رات کا مہمان ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ساری رات اکبرؑ کو دیکھتی رہوں۔

بس۔۔۔!

اب جو خیمے سے نکلے تو دیکھا کہ اذان کا وقت ہو چکا ہے۔

فرمایا۔ بیٹا علی اکبرؑ!

آج اذان تم نے دینی ہے تاکہ تمہاری آواز دشمن بھی سنے۔ مائیں، بیٹیں بھی سنیں۔
عزدارو۔۔۔!

جب جناب علی اکبرؑ گلدستہ اذان پر آئے، اذان دینے سے پہلے آسمان کی طرف
دیکھ کر اس ہوا سے کہا۔ اے ہوا! امامؑ کا بیٹا تجھ سے ایک سوال کرتا ہے۔
آواز آئی۔ علی اکبرؑ! کیا کہنا چاہتے ہو؟

فرمایا۔ میں اذان دیتا ہوں، میری اذان کی آواز مدینے پہنچا دو۔
بس اعزدارو۔۔۔!

علی اکبرؑ نے اذان شروع کی۔ ہوانے یہ آواز مدینہ میں اس وقت پہنچائی جب فاطمہ
ؑ صغریٰ علی اکبرؑ کے قدموں کے نشانوں پہ مندرکھے ہوئے سوئی تھی۔

جیسے آواز صغریٰ کے کانوں میں پہنچی، فوراً دوڑ کے کہا۔ ثانی اُم سلمہ! مبارک ہو۔ میرا
اکبرؑ آگیا۔ نانا کے روضے پر اذان دے رہا ہے۔

اب جو آئی تو کیا دیکھا کہ چراغ بجھے ہوئے ہیں۔ روضہ مل رہا ہے۔ آواز آئی۔ اے
فاطمہ صغریٰ!

یہ اذان کی آواز مدینہ سے نہیں، کربلا سے آرہی ہے۔

و سيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون۔

